تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت
امام احمد رضا خان بریلوی

رسالہ

سلب الثلب عن القائلین بطھارۃ الکلب [۱۳۱۲ھ]

کتے کی طہارتِ عین کے قائلین سے عیب دُور کرنے کا بیان

مسئلہ ۱۷۷ از بنارس محلہ پتر کنڈہ مرسلہ مولوی عبدالحمید صاحب ۸- رجب ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ابقاہم اللہ تعالٰی الٰی یوم الدین اس میں کہ زید تو مستنداً بقولہ تعالٰی ویسئلونك ماذا احل لھم[۱] الآیۃ (اور وہ آپ سے پوچھتے ہیں ان کے لیے کیا حلال ہے۔ ت) ومتمسکا باحادیث الامر باکل صید قتلہ الکلب المعلم المرسل ولم یاکل منہ (اور ان احادیث کو دلیل بناتے ہوئے جن میں ایسے شکار کے کھانے کا حکم ہے جسے سکھائے ہوئے اور چھوڑے ہوئے کتے نے شکار کیا لیکن اس سے کچھ نہیں کھایا۔ ت) کہ از انجملہ ایک یہ حدیث عدی بن حاتم ہے:

قال قلت یارسول اللہ انا نرسل الکلاب المعلمۃ قال کل ما امسکن علیك قلت

فرماتے ہیں میں نے عرض کیا "یارسول اللہ! ہم سکھائے ہوئے کتوں کو (شکار پر) چھوڑتے ہیں

---

[۱] القرآن ۵/۴

وان قتلن قال وان قتلن[1] الحدیث۔ (اس کا کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا: "جو کچھ وُہ تمہارے لیے روک رکھیں اسے کھاؤ۔" میں نے عرض کیا "اگرچہ وہ اسے ہلاک کردیں؟" فرمایا: "اگرچہ وہ اسے ہلاک کردیں" الحدیث (ت)

اور احادیث الاذن فی اقتناء کلب ماشیۃ وصید وزرع وغنم (جانوروں کی حفاظت، شکار، کھیتی اور بکریوں کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی اجازت کے بارے میں احادیث۔ ت) کہ ازانجملہ ایک یہ حدیثِ عبداللہ بن مغفل ہے:

قال انی لممن یرفع اغصان الشجرۃ عن وجہ رسول اللہ وھو یخطب فقال لولا ان الکلاب امۃ من الامم لامرت بقتلھا فاقتلوا کل اسود بھیم وما من اھل بیت یرتبطون کلبا الا نقص من عملھم کل یوم قیراط الا کلب صید او کلب حرث او کلب غنم[2]

آپ فرماتے ہیں مَیں ان لوگوں میں سے ہُوں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے آگے سے ٹہنیاں اٹھا رہے تھے جب آپ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، آپ نے فرمایا: اگر کتے ایک مخلوق نہ ہوتے تو میں ان کو قتل کرنے کا حکم دیتا پس ہر سیاہ کتے کو مار دو، اور جو لوگ گھروں میں کتا رکھتے ہیں ان کے عمل سے روزانہ ایک قیراط کم ہوتا ہے مگر شکار کا کتا، کھیتی کی حفاظت اور بکریوں کی حفاظت کے لیے کُتا (اس سے مستثنیٰ ہے)۔ (ت)

واحادیث الترخیص فی ثمن کلب الصید (شکاری کتے کی حصولِ قیمت کے بارے میں آپکی اجازت سے متعلق احادیث۔ ت) کہ ازانجملہ ایک وُہ حدیث ہے جس کو ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں ہیثم سے وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں:

قال رخص رسول اللہ فی ثمن کلب الصید[3]

فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری کتے کی قیمت لینے کی اجازت فرمائی ہے (ت)

وحدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما،

کانت الکلاب تقبل وتدبر فی عہد رسول اللہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں

---

[1] جامع الترمذی باب ما یؤکل من صید الکلب مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۷۷

[2] " باب من امسک کلبا ما ینقص من اجرہ " " " ۱/ ۱۸۰

[3] مسند امام اعظم ابوحنیفہ کتاب البیوع نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶۹

2

فلم یکونوا یرشون شیئاً من ذلک[1] | کُتّے (اِدھر اُدھر) آتے جاتے تھے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے (یعنی کتّوں کے ان کے ساتھ چھُونے سے) کچھ بھی نہیں دھوتے تھے۔ (ت)

وحدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما:

قال علیہ الصلاۃ والسلام ایما اھاب دبغ فقد طھر[2]۔ | نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس چمڑے کو رنگ لیا جائے وُہ پاک ہوجاتا ہے۔ (ت)

ومستدلا باقوال علمائنا الحنفیۃ (اور ہمارے علمارِ حنفیہ کے اقوال سے استدلال کرتے ہوئے۔ ت) کہ از انجملہ ایک یہ ہے کہ جو عامۂ کُتبِ فقہ میں ہے:

کل اھاب اذا دبغ فقد طھر الاجلد الخنزیر والاٰدمی[3]۔ | خنزیر اور آدمی کے چمڑے کے علاوہ ہر چمڑا دباغت سے پاک ہوجاتا ہے۔ (ت)

اور دُوسرا یہ جو ہدایہ میں ہے:

ولیس الکلب بنجس العین[4]۔ | اور کتا نجس عین نہیں۔ (ت)

اور تیسرا یہ جو تنویر الابصار اور اُس کی شرح درمختار میں ہے:

اعلم انہ لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیہ الفتوی وان رجح بعضھم النجاسۃ کما بسطہ ابن الشحنۃ[5]۔ | جان لو! امام اعظم کے نزدیک کتا نجسِ عین نہیں۔ اور اسی پر فتوٰی ہے، اگرچہ بعض فقہاء نے اس کے نجس ہونے کو ترجیح دی ہے جیسا کہ ابن الشحنہ نے اسے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (ت)

اور چوتھا یہ جو ردالمحتار میں ہے:

وھو (ای عدم کون الکلب نجس العین) الصحیح والاقرب الی الصواب بدائع و | اور وہ (یعنی کُتّے کا نجس العین نہ ہونا ہی) صحیح اور درستگی کے زیادہ قریب ہے، بدائع۔ متون سے

---

[1] صحیح البخاری | باب اذا شرب الکلب فی الاناء | قدیمی کُتب خانہ کراچی | ۱/۲۹

[2] جامع الترمذی | باب جاء فی جلود المیتۃ | آفتاب عالم پریس لاہور | ۱/۲۰۶

[3] منیۃ المصلی | فصل فی النجاسۃ | مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور | ص ۱۰۸

[4] ہدایہ | قبیل فصل فی البئر | المکتبۃ العربیہ، کراچی | ۱/۲۴

[5] درمختار | باب المیاہ | مطبوعہ مجتبائی دہلی | ۱/۳۸

وھوظاھر المتون بحر ومقتضی عموم الادلۃ فتح[1]۔

یہی ظاہر ہوتا ہے البحرالرائق۔ عام دلائل کا مقتضٰی یہی ہے، فتح القدیر (ت)

اور پانچواں یہ جو عٰلمگیری میں ہے:

والصحیح ان الکلب لیس بنجس العین[2]۔

صحیح یہ ہے کہ کتا نجس عین نہیں۔ (ت)

اور چھٹا یہ جو عنایہ میں ہے:

الاصح ان الکلب لیس بنجس العین[3]۔

اصح بات یہ ہے کہ کُتا نجس عین نہیں۔ (ت)

اور ساتواں یہ جو غایۃ البیان میں ہے:

فی نجاسۃ عینہ اختلاف المشایخ والاصح انہ لیس بنجس العین[4]۔

اس کے نجس عین ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہے زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ نجس عین نہیں۔ (ت)

اور آٹھواں یہ جو مراقی الفلاح میں ہے:

یطھر جلد الکلب لانہ لیس بنجس العین علی الصحیح[5]۔

کتے کا چمڑا پاک ہوجاتا ہے کیونکہ صحیح قول کے مطابق وہ نجس عین نہیں۔ (ت)

اور نواں یہ جو نہرالفائق میں ہے:

یطھر جلد الکلب ایضا بناء علی ما علیہ الفتوی من طھارۃ عینہ وان رجح بعضھم النجاسۃ[6]۔

کتے کا چمڑا بھی پاک ہوجاتا ہے اور اس کی بنیاد وہ مفتٰی بہ قول ہے کہ یہ ذاتی طور پر پاک ہے اگرچہ بعض فقہائے اس کے ناپاک ہونے کو ترجیح دی ہے۔ (ت)

اور دسواں یہ جو شامی میں ہے:

فمعنی القول بطھارۃ عینہ طھارۃ ذاتہ

اس کے طاہر عین ہونے کے قول کا مطلب یہ ہے کہ یہ جب تک

---

[1] ردالمحتار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۳۹

[2] فتاوٰی عالمگیری الفصل الاول من الباب الثالث مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۹

[3] العنایۃ مع فتح القدیر قبیل فصل فی البئر مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۸۲

[4] السعایۃ فی کشف ما فی شرح الوقایۃ/من احکام الدباغۃ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۰۸

[5] مراقی الفلاح مع الطحطاوی فصل یطھر جلد المیتۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۹۰

[6] السعایۃ فی کشف ما فی شرح الوقایۃ من احکام الدباغۃ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۰۹

ما دام حیا وطہارۃ جلدہ بالدباغ و الذکاۃ وطہارۃ ما لا تحلہ الحیوۃ من اجزائہ کغیرہ من السباع[1]۔

زندہ ہے ذاتی طور پر پاک ہے۔ اس کا چمڑا دباغت یا ذبح (شرعی) کے ساتھ پاک ہوجاتا ہے نیز اس کے جن اجزاء میں زندگی سرایت نہیں کرتی دوسرے درندوں کی طرح وُہ بھی پاک ہیں۔ (ت)

اور گیارھواں یہ جو سعایہ میں ہے:

قلت لم یتضح لی الی الاٰن دلیل علی کونہ نجس العین ودلائل المثبتین کلہا مخدوشۃ[2]۔

میں کہتا ہُوں اب تک مجھے اس کے نجس عین ہونے پر کوئی واضح دلیل نہیں ملی، نجس ثابت کرنے والوں کے تمام دلائل کمزور ہیں۔ (ت)

اور بارھواں وہ جو مولوی عبدالحی لکھنوی نے تعلیق ممجد میں بعد ذکر ان حدیثوں کے جو کہ طہارت اُہُب پر دباغت سے مطلقاً دلالت کرتی ہیں کہا ہے:

وبہذہ الاحادیث ونظائرہا ذھب الجمہور الی الطہارۃ بالدباغۃ مطلقا الا انہم استثنوا من ذلک جلد الانسان لکرامتہ وجلد الخنزیر لنجاسۃ عینہ واستثنی ایضا جلد الکلب من ذھب الی کونہ نجس العین وھو قول جمع من الحنفیۃ وغیرھم ولم یدل علیہ دلیل قوی بعد[3]۔

ان احادیث اور ان کی مثل پر بنیاد رکھتے ہوئے جمہور فقہاء نے دباغت کے ذریعے مطلقاً طہارت کی راہ اختیار کی ہے مگر انہوں نے اس سے انسان کے چمڑے کو اس کی عزّت کی بنیاد پر اور خنزیر کے چمڑے کو اس کے نجس عین ہونے کی وجہ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور جو لوگ کتے کو نجس عین سمجھتے ہیں انہوں نے اس کو بھی مستثنیٰ کیا ہے احناف کی ایک جماعت اور ان کے علاوہ فقہاء کرام کا یہی قول ہے۔ لیکن ابھی تک اس پر کوئی مضبوط دلیل نہیں پائی گئی۔ (ت)

اور تیرھواں یہ جو فتح القدیر میں ہے:

اختلف المشایخ فی التصحیح والذی یقتضیہ

تصحیح میں علما کا اختلاف ہے اور "ایما اھاب"

---

[1] رد المحتار قبیل فصل فی البئر مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۳۹
[2] السعایۃ فی کشف ما فی شرح الوقایۃ من احکام الدباغۃ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۰۹
[3] تعلیق ممجد لعبد الحی اللکھنوی

عموم ایما اھاب طھارۃ عینہ ولم یعارضہ مایوجب نجاستہا فوجب حقیۃ عدم نجاستہا۔[1]

(جو بھی چمڑا) کا عموم طہارتِ عین کا مقتضی ہے اور اس کے مقابلے میں نجاست کو واجب کرنے والی کوئی دلیل موجود نہیں لہذا ضروری ہوا کہ اس کا نجس نہ ہونا حق ہوا۔ (ت)

کہتا ہے کہ کُتّا طاہر العین ہے اور کہتا ہے کہ آیت میں تو وجہ دلالت کی یہ ہے کہ یہ آیت بلاضرورت کتّے سے ازروئے اصطیاد کے جوازِ انتفاع پر بلکہ بجز کھانے کے اور اُس سے سب طرح کے فائدے اُٹھانے کے جواز پر دلالت کرتی ہے، قرطبی نے کہا ہے:

وقد ذکر بعض من صنف فی احکام القراٰن ان الاٰیۃ تدل علی ان الاباحۃ تناولت ما علمنا الجوارح و ھو ینتظم الکلب و سائر جوارح الطیر و ذلک یوجب اباحۃ سائر وجوہ الانتفاع فدل علی جواز بیع الکلب و الجوارح و الانتفاع بھا بسائر وجوہ المنافع الاماخصہ الدلیل و ھو الاکل من الجوارح ای الکواسب من الکلاب و سباع الطیر۔[2]

احکام قرآن کے بعض مصنفین نے ذکر کیا ہے کہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اباحت ان تمام شکاری جانوروں کو شامل ہے جن کو ہم سکھائیں اور اس میں کتّا اور تمام شکاری پرندے بھی شامل ہیں اور یہ (جواز) انتفاع کے تمام طریقوں کی اباحت کو واجب کرتا ہے پس یہ کتّے اور (دیگر) شکاری جانوروں کو بیچنے اور ان سے ہر طرح کا نفع حاصل کرنے پر دلالت کرتا ہے مگر جس کو دلیل نے خاص کرلیا ہو، اور وہ شکاری جانوروں یعنی کسب کرنے والے کتوں اور درندوں کو کھانا ہے (اور یہ جائز نہیں)۔ (ت)

اور کسی چیز سے بلاضرورت انتفاع کا جائز ہونا اُس چیز کے عدمِ نجاست کی علامت ہے تو اس نے اُس کے عدمِ نجاست پر بھی دلالت کی کما ھو ظاھر (جیسا کہ وہ ظاہر ہے۔ ت)

اور حدیث ابن عمر میں یہ کہ موسم گرمی میں اکثر اوقات کتّے کیچڑ میں بھرے ہُوئے پانی میں بھیگے ہُوئے مسجد میں آتے جاتے ہوں گے اور کیچڑ پانی مسجد میں گرتا ٹپکتا ہوگا تو جبکہ باوجود اس کے رَش بھی نہ ثابت ہوا تو ان کے اجسام اور اعیان کے عدمِ نجاست ثابت ہُوئی۔

---

[1] فتح القدیر باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء الخ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۸۳

[2] الجامع لاحکام القرآن زیر آیہ وما علمتم من الجوارح الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۶/۶۶

اور احادیث اذن فی اقتناء الکلب (کتا رکھنے کی اجازت سے متعلق احادیث۔ ت) کی دلالت کی نسبت مولوی عبدالحی نے سعایہ میں کہا ہے:

نعم لھا دلالۃ علی طھارۃ جسمہ وعدم تنجس عینہ البتۃ فان الاذن فی اقتنائہ دال علی انہ لیس بنجس العین[1]۔

ہاں اس کے جسم کے پاک ہونے اور نجس عین نہ ہونے پر یقیناً دلیل ہے کیوں کہ اسے رکھنے کی اجازت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ نجس عین نہیں۔ (ت)

اور باقی حدیثوں میں وجہ دلالت کی ظاہر ہے اور عمرو استدلالاً باحادیث الامر بقتل الکلاب (کتوں کو ہلاک کرنے کے حکم سے متعلق احادیث سے استدلال کرتے ہوئے۔ ت) واحادیث عدم دخول الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب (جس گھر میں کتا ہو اس میں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کے بارے میں احادیث۔ ت) واحادیث الامر بغسل الاناء من ولوغ الکلب سبعا اوثمانیا اوثلثا واھراق مافضل من شربہ (کتے کے چاٹنے سے برتن کو سات یا آٹھ یا تین بار دھونے اور اس کے پینے سے جو بچ جائے اسے بہا دینے کے بارے میں احادیث۔)

وحدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ:

ان النبی دعی الی دار قوم فاجاب ودعی الی دار اخرین فلم یجب فقیل لہ فی ذٰلک فقال ان فی دار فلان کلبا فقیل لہ وان فی دار فلان ھرۃ فقال الھرۃ لیست بنجسۃ انما ھی من الطوافین علیکم والطوافات[2]۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قوم نے دعوت دی، آپ نے قبول کر لی۔ اور آپ کو دوسروں کے گھر میں بلایا گیا تو آپ نے قبول نہ کیا، اس بارے میں آپ سے عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں کے گھر میں کتا ہے۔ عرض کیا گیا اور فلاں کے گھر میں بلی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: بلی ناپاک نہیں اور وہ تمہارے پاس آنے جانے والے (غلاموں) اور آنے جانے والی (لونڈیوں) کی طرح ہے۔ (ت)

وتمسکا باقوال بعض علمائنا الحنفیۃ کہ از انجملہ ایک یہ ہے جو مبسوط میں ہے:

الصحیح من المذھب عندنا ان الکلب نجس[3]۔

ہمارے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ کتا ناپاک ہے۔ (ت)

---

[1] السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ احکام الأسآر سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۴۶
[2] التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر باب بیان النجاسات المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل ۱/۲۵
[3] المبسوط للسرخسی سؤر مالا یوکل لحمہ مطبوعہ دار المعرفت بیروت ۱/۴۸

اور دوسرا یہ جو ابو المکارم کی شرح نقایہ میں ہے:

فی فتاوی قاضی خان ما یدل علی ان الکلب نجس العین وفی موضع اٰخر ما یدل علی انہ لیس کذلک وسمعت ان الروایۃ الصحیحۃ عندنا ھو الاول[1]

فتاوی قاضی خان میں ایسی بات ہے جو کتے کے نجسِ عین ہونے پر دلالت کرتی ہے اور (اسی میں) دوسری جگہ وہ بات ہے جس میں ایسا نہ ہونے پر دلالت ہے اور میں نے سنا کہ ہمارے نزدیک صحیح روایت، پہلی ہے (یعنی نجسِ عین)۔ (ت)

اور تیسرا یہ جو شرح وقایہ وغیرہ بعض کتبِ فقہ میں ہے:

اذا سد کلب عرض النھر ویجری الماء فوقہ انکان ما یلاقی الکلب اقل مما لایلاقیہ یجوز الوضوء فی الاسفل والالا[2]۔

اگر کتا نہر کی چوڑائی بند کرے اور پانی اس کے اوپر سے جاری ہو تو اگر کتے سے ملا ہوا پانی اس سے کم ہے جو اس (کے جسم) سے ملا ہوا نہیں ہے تو (نہر کی) نچلی جانب سے وضو کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ (ت)

کہتا ہے کہ کتا نجس العین ہے اور زید عمرو کے ان دلائل میں سے احادیث امر بقتل کلاب اور احادیث عدم دخول ملائکہ اور احادیث امر بغسل اناء کا تو جواب یہ ہوتا ہے کہ ان سب حدیثوں کے نجاست کلب پر دلالت کرنے میں ضُعف ہے۔ احادیث امر بقتل کلاب کے دلالت کرنے میں تو اس وجہ سے کہ یہ امر ان کی نجاست کے سبب سے نہ تھا بلکہ ملائکہ کے اُس گھر میں جس میں کتا ہو نہ داخل ہونے کی وجہ سے تھا جیسا کہ امر مذکور ہی کی احادیث سے مفہوم ہوتا ہے اور اگر ہم تسلیم بھی کرلیں تو اس کا نسخ وارد ہوچکا ہے اور احادیث عدم دخول ملائکہ کے دلالت کرنے میں اس وجہ سے کہ امتناع ملائکہ کا باعث کلب کی نجاست ہی نہیں متعین ہوسکتی بلکہ ممکن ہے کہ کوئی اور امر ہو۔

قال العلامۃ الدمیری فی حیوۃ الحیوان قال العلماء سبب امتناعھم من البیت الذی فیہ الکلب کثرۃ اکلہ النجاسات و بعض الکلاب یسمی شیطانا والملائکۃ

علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان میں فرمایا کہ علماء فرماتے ہیں جس گھر میں کتا ہو اس میں فرشتوں کے نہ آنے کا باعث کتوں کا بکثرت نجاست کھانا ہے، اور بعض کتوں کو تو شیطان کہا جاتا ہے اور فرشتے شیطان

---

[1] شرح النقایۃ لابی المکارم

[2] شرح الوقایۃ بیان ما یجوز بہ الوضوء المکتبۃ الرشیدیہ دہلی ۱/ ۸۴

ضد الشیاطین ولقبح رائحۃ الکلب والملٰئکۃ تکرہ الرائحۃ الخبیثۃ ولانہا منہی عن اتخاذہا فعوقب متخذہا بحرمانہ دخول الملٰئکۃ بیتہ۔[1]

کی ضد ہیں، نیز کتا بدبودار ہوتا ہے اور فرشتے بدبُو کو پسند نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ کتا رکھنے سے منع کیا گیا پس اسے رکھنے والے کو یوں سزا دی گئی کہ اس کے گھر میں فرشتوں کا داخلہ نہیں ہوتا۔(ت)

اور نظیر اس کی وہ حدیث ہے جس کو امام مالک اور بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں داخل ہوتے اور نیز وہ حدیث ہے جس کو امام مالک اور احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے ابوسعید سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ جس گھر میں تماثیل یا صورت ہوتی ہیں اُس میں فرشتے نہیں آتے اور نیز وہ حدیث جس کو بغوی اور طبرانی اور ابونعیم نے معرفۃ میں اور ابن قانع نے سوط بن غزی سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ ملائکہ اس قافلہ کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں گھنٹا ہوتا ہے اور نیز وہ حدیث ہے جس کو طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ ملائکہ جنب اور متضمخ بخلوق[2] پر اُن کے غسل کرنے تک حاضر نہیں ہوتے اور نیز وہ حدیث ہے جس کو احمد اور ابوداؤد نے عمار سے مرفوعاً اخراج کیا ہے کہ ملائکہ جنازہ کافر پر خیر سے اور متضمخ بزعفران اور جنب پر نہیں حاضر ہوتے تو جیسا کہ ان حدیثوں سے نجاست تصویر اور جنازہ کافر اور متضمخ بزعفران وغیر ذلک پر استدلال کرنا غیر ممکن ہے ایسا ہی احادیث عدم دخول ملائکہ سے نجاست کلب پر تمسک کرنا ناجائز اور احادیث امر بغسل اناء کے دلالت کرنے میں تو ضعف کا ہونا ظاہر ہے، ہاں نجاست لعاب کلب پر یہ حدیثیں البتہ دال ہیں نہ اُس کے عین کی نجاست پر۔ اور حدیث ابی ہریرہ کا جواب اوّلاً تو یہ دیتا ہے کہ مولٰنا الٰہداد جونپوری نے حاشیہ ہدایہ میں اور دمیری نے حیوٰۃ الحیوان میں نقل کیا ہے اور کہا ہے یعنی دمیری نے کہ اس حدیث کو امام احمد اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لیکن میں نے جو سنن دارقطنی اور مستدرک حاکم کی طرف مراجعت کی تو میں نے ان دونوں میں اس حدیث کو اس لفظ سے نہیں پایا بلکہ لفظ

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یاتی دار قوم من الانصار ودونہم دار فشق ذلک علیہم فقالوا یا رسول اللّٰہ تاتی دار فلان ولا تاتی دارنا فقال

رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چند انصار کے گھروں میں تشریف لاتے تھے ان میں سے نیچے کی جانب ایک گھر تھا ان پر یہ بات گراں گزری تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ فلاں

---

[1] حیوٰۃ الحیوان الکبرٰی زیر لفظ الکلب مصطفی البابی حلبی مصر ۲/ ۲۹۰

[2] خلوق (ایک خاص قسم کی خوشبو) لگانے والا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان فی دارکم کلبا قالوا فان فی دارھم سنورا فقال النبی السنور سبع[1]۔

کے گھر تشریف لاتے ہیں اور ہمارے گھر تشریف نہیں لاتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لیے کہ تمہارے گھر کتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا تو ان (فلاں) کے گھر بلی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلی ایک درندہ ہے۔ (ت)

کے ساتھ پایا تو اول تو اصح اس کا وقف ہے اور دوسرے اسناد اس کی قوی نہیں۔

قال الحافظ ابن حجر فی التلخیص بعد ذکر الحدیث قال ابن ابی حاتم فی العلل سألت ابازرعۃ عنہ فقال لم یرفعہ ابونعیم وھو اصح وعیسٰی[عہ] لیس بالقوی قال العقیلی لایتابعہ علی ھذا الحدیث الامن ھو مثلہ او دونہ وقال ابن حبان خرج عیسی عن حد الاحتجاج ولما ذکرہ الحاکم قال ھذا الحدیث صحیح تفرد بہ عیسی عن ابی زرعۃ وھو صدوق لم یجرح قط ھکذا قال وقد ضعفہ ابوحاتم وابوداود وغیرھما وقال ابن الجوزی لایصح[2] انتھی ملخصا۔

حافظ ابن حجر (عسقلانی) نے تلخیص میں یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد فرمایا ابن ابی حاتم نے علل میں فرمایا کہ میں نے اس حدیث کے بارے میں ابوزرعہ سے پُوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ابونعیم نے اسے مرفوع ذکر نہیں کیا اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ اور عیسٰی (راوی) قوی نہیں۔ عقیلی نے فرمایا اس حدیث میں ان کی متابعت وہی کرے گا جو اس کی مثل یا اس سے کم (درجہ میں) ہو۔ ابن حبان نے کہا، عیسٰی حجت کی حد سے نکل گیا (یعنی اس کی بات کو دلیل نہیں بنا سکتے) اور حاکم نے اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے کہا یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوزرعہ سے روایت کرنے میں عیسٰی متفرد ہیں اور وُہ سچے ہیں ان پر کبھی جرح نہیں ہُوئی، انہوں نے اسی طرح کہا (لیکن) ابوحاتم اور ابوداؤد کے علاوہ دوسروں نے اسے ضعیف قرار دیا، اور ابن جوزی نے کہا یہ صحیح نہیں انتہی ملخصا (ت)

اور تیسرے برتقدیر اس کے رفع اور اس کے اسناد کی صحت کے اس کو اس لفظ سے نجاست کلب

عہ ھذا احد رواۃ ھذا الحدیث ۱۲ م

اس حدیث کے راویوں میں سے ایک یہ ہیں۔ (ت)

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۲/ ۳۲۷

[2] التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر باب بیان النجاسات المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل ۱/ ۲۵

پر ہرگز دلالت نہیں۔ ہاں بلی کے مثل کُتّے کے شیطان نہ ہونے پر البتہ اس کو دلالت ہے جیسا کہ بعض شارحین نے
لکھا ہے اور ثانیاً یہ کہ بر تقدیر اس کے اُس لفظ کے ساتھ موجود ہونے اور اس کے رفع اور اس کے اسناد
کی صحت کے نہیں ثابت ہوگی اس سے مگر نجاست اضافیہ یعنی کتّے کا بہ نسبت بلّی کے نجس ہونا نہ حقیقیہ کما
لایخفی علی من لہ طبع سلیم و ذہن مستقیم (جیسا کہ اس شخص پر مخفی نہیں جس کی فطرت سلیم اور
ذہن ٹھیک ہے۔ ت) اور وہ مسلّم ہے بیشک بہ نسبت بلّی کے کتا نجس ہے کیونکہ اس کا گوشت اور خون اور
لعاب اور سور اور عرق ہمارے نزدیک نجس ہے بخلاف بلّی کے، اور بحث اس کی نجاست عین سے ہے تو حدیث کو اُس
پر دلالت نہیں فتدبر، اور اقوال فقہا میں سے اُن دونوں قولوں کا تو جو مبسوط اور شرح نقایہ میں ہیں جواب یہ دیتا ہے
کہ اول تو ان دونوں قولوں میں کلب کی نجاست کی نسبت لفظ صحیح بولا ہے اور اُن اقوال میں جو میرے دلائل سے
ہیں اس کے طاہر العین ہونے کی نسبت لفظ اقرب الی الصواب اور لفظ اصح کہا ہے وقد صرحوا بان لفظ
الاصح اٰکد من الصحیح فیتبع الاٰکد کما صرح بہ فی ردالمحتار[1] (فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ لفظ "اصح"
لفظ "صحیح" سے زیادہ مؤکد ہے پس جس میں زیادہ تاکید ہے اس کی اتباع کی جائے جیسا کہ ردالمحتار میں اس
کی تصریح کی گئی ہے۔ ت)

اور دوم اگر ہم مساوات لفظ تصحیح کو بھی مان لیں تو فتوٰی تو اس کے طاہر العین ہونے پر ہے فیؤخذ
بما علیہ الفتوی دون غیرہ (پس اسے اختیار کیا جائے جس پر فتوی ہے نہ کہ اس کے غیر کو۔ ت)

اور سوم اگر ہم اختلاف فتوٰی کو بھی تسلیم کریں تو تب بھی بموجب قاعدہ اذا اختلف التصحیح و
الفتوٰی فالعمل بما فی المتون اولٰی[2] (جب تصحیح اور فتوٰی میں اختلاف ہو تو جو کچھ متون میں ہے اس پر
عمل کرنا اولٰی ہے۔ ت) کے عمل ما فی المتون ہی پر کیا جائے گا۔

والمراد بالمتون لیس جمیع المتون بل المختصرات
التی الفھا حذاق الائمۃ وکبار الفقھاء
المعروفین بالعلم والزھد والفقۃ و
الثقۃ فی الروایۃ کابی جعفر
الطحاوی والکرخی والحاکم والشھید

متون سے مراد تمام متون نہیں بلکہ وہ مختصر کتب ہیں
جن کو ماہر ائمہ اور فقہاء کبیر جو علم، زہد، فقہ اور
روایت میں ثقاہت کے ساتھ مشہور ہیں، نے
تالیف کیا جیسے ابوجعفر طحاوی، کرخی، حاکم،
شہید، قدوری اور وہ لوگ جو بعض طبقے

---

[1] الدرالمختار علی حاشیۃ ردالمحتار مطلب اذا تعارض التصحیح مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۵۰
[2] ردالمحتار مطلب اذا تعارض التصحیح " " " ۱/۴۹

والقدوری ومن فی ھذہ الطبقۃ وقد کثر اعتماد المتأخرین علی الوقایۃ لبرھان الشریعۃ وکنز الدقائق لابی البرکات و المختار لابی الفضل ومجمع البحرین لمظفر الدین ومختصر القدوری لاحمد بن محمد وذلك لما علموا من جلالۃ مؤلفیھا والتزامھم ایراد مسائل معتمد علیھا واشھرھا ذکرا واقولہا اعتمادا الوقایۃ والکنز ومختصر القدوری وھی المراد بقولھم المتون الثلثۃ۔

میں شامل ہیں متاخرین کا برہان الشریعۃ کے وقایہ، ابوالبرکات کی کنز الدقائق اور ابوالفضل کی المختار، مظفر الدین کی مجمع البحرین اور احمد بن محمد کی مختصر القدوری پر بہت زیادہ اعتماد ہے، اور یہ اس لیے کہ انہیں ان کتب کے مولفین کی جلالت علمی نیز قابلِ اعتماد مسائل ذکر کرنے کے التزام کا علم تھا۔ ان میں سے ذکر کے اعتبار سے زیادہ مشہور اور قول کے اعتبار سے زیادہ معتمد علیہ وقایہ، کنز الدقائق اور مختصر القدوری ہے اور فقہاء کرام کے قول متون سے یہی "تین متون" مراد ہیں۔ (ت)

تو ان سب میں علی الخصوص ان متون ثلثہ میں بجز اس کے طاہر العین ہونے کے اور کچھ نہیں ہے وللہ الحمد، اور اس کا جو کہ شرح وقایہ وغیرہ میں ہے یہ کہ اس قول میں کلب سے مراد کلب میت ہے۔ حسن چلپی نے ذخیرۃ العقبٰی میں کہا ہے:

قولہ واذا سد کلب ای میت[1]

قولہ اور جب کتا (نہر کی چوڑائی) بند کرے، یعنی مردہ (کتا)۔ (ت)

اور ایسا ہی سعایہ اور رعایہ میں بھی ہے اور شرح وقایہ کے اردو ترجمہ میں ہے کہ اگر مرا ہوا کتا رواں ندی میں پڑا ہو تو دونوں میں صحیح قول کس کا ہے اور بر تقدیر زید کے قول کے صحیح ہونے کے اُس کے استدلال اور جواب بھی صحیح ہیں یا نہیں اور نیز اس میں کہ بر تقدیر کلب کی طہارت عین کی صحت کے یہ جو رد المحتار میں نقلاً عن البدائع ہے

قال مشایخنا من صلی وفی کمہ جرو تجوز صلاتہ وقیدہ الفقیہ ابوجعفر الھندوانی بکونہ مشدود الفم[2]۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا جس نے اس حال میں نماز پڑھی کہ اس کی آستین میں کتے کا بچہ تھا تو اس کی نماز جائز ہے فقیہ ابوجعفر ہندوانی نے قید لگائی ہے کہ اس کا منہ باندھا ہوا ہو۔ (ت)

اور نیز یہ جو اس میں نقلاً عن المحیط ہے:

---

[1] ذخیرۃ العقبٰی فی شرح صدر الشریعۃ کتاب الطہارۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۳۴

[2] رد المحتار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۳۹

صلی ومعہ جرو کلب اوما لایجوز الوضوء بسورہ قیل لم یجزوالاصح انکان فمہ مفتوحالم یجزلان لعابہ یسیل فی کمہ فینجس لواکثرمن قدرالدرھم ولو کان مشدودا بحیث لایصل لعابہ الی ثوبہ جازلان ظاھرکل حیوان طاھر ولایتنجس الابالموت ونجاستہ باطنہ فی معدنہا فلایظھرحکمہا کنجاستہ باطن المصلی[1]

کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس کتے کا بچہ یا وہ چیز تھی جس کے جھوٹے سے وضو جائز نہیں، تو کہا گیا (نماز) جائز نہیں، یقیناً زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اگر اس کا منہ کھلا ہُوا ہو تو جائز نہیں کیونکہ اس کا لعاب آستین میں بہہ کر اسے ناپاک کر دے گا جبکہ وہ ایک درہم سے زیادہ ہو، اور اگر اس کا منہ اس طرح باندھا ہوا ہو کہ اس کا لعاب نمازی کے کپڑے تک نہ پہنچے تو نماز جائز ہے کیونکہ ہر حیوان کا ظاہر پاک ہے اور وہ مرنے کے بغیر ناپاک نہیں ہوتا، اندرونی نجاست اپنے اصل مقام پر ہے لہذا نمازی کے پیٹ کی نجاست کی طرح اس کا حکم بھی ظاہر نہ ہوگا۔ (ت)

اور نیز یہ جو اُس میں نقلاً عن الحلیۃ ہے:

والاشبہ اطلاق الجواز عند امن سیلان القدر المانع قبل الفراغ من الصلاۃ[2]

زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ مطلقاً جائز ہے جبکہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پہلے اس قدر (لعاب) جاری ہونے سے بے خوف ہو جو مانع طہارت ہے۔ (ت)

بوجہ اس کے اُس پر یعنی کلب کی طہارت عین پر مبنی ہونے کے بدلیل المبنی علی الصحیح صحیح (جس کی بنیاد صحیح پر ہو وہ صحیح ہوتا ہے۔ ت) کے صحیح ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی اعطی کل شیئ خلقہ ثم ھدی فکان اصل کل شیئ طاھرا اذ من القدوس الطاھر بدا وصلی اللہ تعالٰی علی السید الطیب الطاھر الذی میز

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں جس نے ہر چیز کو اسکے لائق صورت دی پھر اسے ہدایت دی، پس ہر چیز کی اصل پاک ہے کیونکہ وہ پاکیزہ طاہر ذات کی طرف سے ظاہر ہُوئی طیب و طاہر سردار پر

---

[1] ردالمحتار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۹

[2] ایضاً

باربعين درهما وقضى فى كلب ماشية بكبش ذكره ابن الملك[1] اھ۔

یہاں تک مروی ہے کہ ایک شخص نے شکاری کتّا ہلاک کردیا تو آپ نے (اس کے خلاف) چالیس درہم کے ساتھ فیصلہ فرمایا اور جانوروں کی حفاظت کے لیے رکھے گئے کتّے کے سلسلے میں ایک مینڈھا دینے کا فیصلہ فرمایا اسے ابن الملک نے ذکر کیا اھ (ت)

اقول ظاهره عزوذلك الى رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم وقد صرح به فى الاسرار والنهاية وذخيرة العقبٰى[2] وغيرها من الشروح والاسفار فقالوا ان عبدالله بن عمرو بن العاص رضى الله عنهما روى عن رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم انه قضى فى كلب باربعين درهما ولكن ظنى ان المعروف وقفه فلعل قضى فى الموضعين على البناء للمفعول قال الامام الاجل ابوجعفر فى شرح معانى الاٰثار نزول هذه الاٰية بعد تحريم الكلاب وان هذه الاٰية اعادت الجوارح المكلبين الى صيرتها حلالا واذا صارت كذلك كانت فى سائر الاشياء التى هى حلال فى حل امساكها واباحة اثمانها

اقول بظاہر یہ، رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور اسرار، نہایہ، ذخیرۃ العقبٰی وغیرہ شروح اور بڑی بڑی کتب میں اس کی تصریح کرتے ہُوئے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے کُتّے کے سلسلے میں چالیس درہم کا فیصلہ فرمایا لیکن میرے خیال میں اس کا موقوف ہونا معروف ہے شاید دونوں جگہوں میں "قُضِیَ" بمعنی للمفعول ہے ـــــ امام اجل ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار میں فرمایا کہ اس آیت کا نزول کتّوں کو حرام قرار دینے کے بعد ہوا اور اس آیت نے سکھائے ہُوئے شکاری کتّوں کو دوبارہ حلت کی طرف لوٹا دیا یعنی ان کا روکا ہوا شکار حلال ہوگا، ان کی قیمت لینا جائز ہوگی اور ان میں سے

ع بعد كتابتى لهذا المحل رأيت المحقق حيث اطلق ذكر الحديث فى الفتح عن الاسرار ثم قال هذا لايعرف الاموقوفا الخ ولله الحمد ۱۲ منه

اس جگہ کی کتابت کے بعد میں نے دیکھا کہ محقق علی الاطلاق نے اس حدیث کو فتح القدیر میں اسرار سے ذکر کیا ہے پھر فرمایا یہ حدیث نہیں پہچانی جاتی مگر موقوفاً الخ وللہ الحمد ۱۲ منہ (ت)

---

[1] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الکسب وطلب الحلال مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۶/ ۳۸

[2] ذخیرۃ العقبٰی علی شرح الوقایۃ مسائل شتّٰی من البیع مطبع منشی نولکشور کانپور ۳/ ۴۰۰

الخبیث من الطیب بنور الهدی وعلی اٰله الاطائب وصحبه الطاهر وبارك وسلم دائما ابدا قال احد کلاب الباب النبوی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البریلوی غفرالله له وحقق امله اٰمین قول زید اصح وارجح واحق بالقبول واوفق بالمنقول و المعقول ہے۔

جس نے نورِ ہدایت کے ساتھ ناپاک کو پاک سے جُدا کر دیا آپ کی پاکیزہ آل اور پاک صحابہ کرام پر اللہ تعالٰی کی رحمت، برکت اور سلامتی ہمیشہ ہمیشہ نازل ہو۔ سگِ بابِ نبوی احمد رضا محمدی، سُنّی، حنفی، قادری، بریلوی، اللہ تعالٰی اس کی بخشش کرے اور اس کی امید کو ثابت و سچ کرے (آمین) نے کہا کہ زید کا قول زیادہ صحیح، راجح اور قبولیت کا زیادہ حق رکھتا ہے، نیز معقول و منقول کے زیادہ موافق ہے (ت)

اور اس کے اکثر دلائل وجوابات صحیح ونجیح وقابل قبول فی الواقع ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب میں یہ جانور سائر سباع کے مانند ہے کہ لعاب نجس اور عین طاہر، یہی مذہب ہے صحیح و اصح ومعتمد ومؤید بدلائل قرآن و حدیث ومختار وماخوذ للفتوٰی عند جمہور مشایخ القدیم والحدیث ہے۔ کلام زید میں بقدر کفایت اس کی تفصیل مذکور اور مسئلہ خود کثیر الدور ومعروف ومشہور لہٰذا اولٰی کہ الجواب وکشف الصواب جمیع ابحاث متقدمہ حدیث وفقہ و ترجیح وتزییف میں اضافہ چند فائدہ زائدہ منظور

اما الحدیث فنذکر ما ذکرا صحابنا ثم نورد تحقیق الروایة ثم نشیر الی تنقیح الدرایة

رہی حدیث تو ہم وہی ذکر کرینگے جو ہمارے اصحاب نے ذکر کیا پھر روایت کی تحقیق لائیں گے اسکے بعد درایت کی درستگی بیان کرینگے۔(ت)

آثار عدیدہ میں مروی کہ کلب مملوک کے قاتل پر ضمان لازم اور سگ شکاری کو عورت کا مہر مقرر کر سکتے ہیں۔

قال العلامة علی القاری علیه رحمة الباری فی المرقاة کتاب البیوع باب الکسب تحت حدیث ابی مسعود الانصاری رضی الله تعالٰی عنه ان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم نهی عن ثمن الکلب ما نصه هو محمول عندنا علی ما کان فی زمنه صلی الله تعالٰی علیه وسلم حین امر بقتله وکان الانتفاع به یومئذ محرما ثم رخص فی الانتفاع به حتی روی انه قضی فی کلب صید قتله رجل

علامہ ملا علی قاری ان پر اللہ تعالٰی کی رحمت ہو، نے مرقاۃ کے کتاب البیوع، باب الکسب میں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت وصول کرنے سے منع فرمایا" کے تحت فرمایا" جو کچھ انہوں نے ذکر کیا وہ ہمارے نزدیک اس پر محمول ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا جب آپ نے اسے مار دینے کا حکم دیا اور ان دنوں اس سے نفع حاصل کرنا حرام تھا پھر اس سے انتفاع کی اجازت دے دی

وضمان متلفیها ما اتلفوا منها کغیرھا و قد روی فی ذلک عمن بعد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم **حدثنا** یونس ثنا ابن وھب قال سمعت ابن جریج یحدث عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبداللہ بن عمرو انہ قضی فی کلب صید قتلہ رجل باربعین درھما وقضی فی کلب ماشیۃ بکبش اھ ثم اسند عن ابن شہاب الزھری انہ قال اذا قتل الکلب المعلم فانہ یقوم قیمتہ فیغرمہ الذی قتلہ ثم عن محمد بن یحیی بن حبان الانصاری قال کان یقال یجعل فی الکلب الضاری اذا قتل اربعون درھما[1] اھ وفی عمدۃ القاری للعلامۃ البدر محمود العینی عن عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ اجاز الکلب الضاری فی المھر وجعل علی قاتلہ عشرین من الابل[2] ذکرہ ابوعمر فی التمہید۔

جو کچھ ضائع کیا گیا، ضائع کرنے والے پر اس کی ضمان ہوگی جیسا کہ دوسرے جانوروں میں ہوتا ہے (یہ مطلب نہیں کہ خود اس کا کھانا حلال ہوگیا) اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد والوں (صحابہ کرام وتابعین) سے بھی روایات مروی ہیں۔ ہم (امام طحاوی) سے یونس نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے ابن وہب نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ابن جریج سے سُنا وہ عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا (عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شکاری کتے کو کسی نے ہلاک کردیا تو انہوں نے اس کے بدلے میں چالیس درہموں کا فیصلہ فرمایا اور جانوروں کی حفاظت کرنے والے کتے کے بارے میں ایک مینڈھے کا فیصلہ کیا اھ ــــ پھر (امام طحاوی نے) ابن شہاب زہری کا قول نقل کیا انہوں نے فرمایا: جب معلّم کتا ہلاک کیا جائے تو اس کی قیمت معین کرکے قاتل تاوان ادا کرے ــــ پھر محمد بن یحیٰی بن حبان کا قول نقل کیا فرماتے ہیں کہا جاتا تھا کہ جب کوئی شخص شکاری کتے کو ہلاک کرے تو اس کے بدلے میں چالیس درہم مقرر کئے جائیں اھ ــــ علامہ بدرالدین عینی محمود کی عمدۃ القاری میں ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے مہر میں شکاری کتا دینا جائز قرار دیا ہے اور اس کے قاتل پر بیس اونٹ تاوان رکھا ہے، اسے ابوعمر نے تمہید میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

ولذا جعل التضمین فی الدر مبنیا علی القول

ان احادیث سے کلب کا مال متقوم ہونا ثابت اور ظاہر کہ نجس العین مال متقوم نہیں تو واجب کہ طاہر العین ہو اسی لیے دُرمختار میں اس کی ضمان مقرر کرنے کے لیے

---

[1] شرح معانی الآثار باب ثمن الکلب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۵۱

[2] عمدۃ القاری شرح البخاری " ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۱۲/ ۵۹

بالطہارۃ حیث قال لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیہ الفتوٰی فیباع ویوجر ویضمن[1] الخ قال الشامی ھذہ الفروع بعضھا ذکرت احکامھا فی الکتب ھکذا وبعضھا بالعکس والتوفیق بالتخریج علی القولین کما بسطہ فی البحر[2] الخ۔

طہارت کے قول کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ جب انہوں نے فرمایا کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک کُتّا نجس عین نہیں ہے۔ اور اسی پر فتوٰی ہے لہذا اسے بیچا جا سکتا ہے اُجرت پر دیا جا سکتا ہے اور اس کی ضمان بھی (واجب) ہوگی الخ علامہ شامی نے فرمایا، ان فروع میں سے بعض کے احکام، کتب میں اس طرح ذکر کیے گئے ہیں اور بعض کے بالعکس، اور ان کے درمیان مطابقت دونوں قولوں پر تخریج کی صورت میں ہو سکتی ہے جیسا کہ البحر الرائق میں اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے الخ

اقول وانتظر ما نذکرہ فی جواز البیع وفتش تعرف۔

اقول جو کچھ ہم بیع کے جواز میں ذکر کریں گے اس کا انتظار کرو اور جستجو کرو گے جان لو گے (ت)

واما الفقہ فنقول نقول کثیرۃ بثیرۃ شائعۃ فی کتب المذہب متونا وشروحا وفتاوٰی۔

رہا فقہ کے بارے، تو ہم کہتے ہیں کتب مذہب میں چاہے وہ متون شروح ہوں یا فتاوٰی، ان میں اس مسئلہ کا بکثرت ذکر ہے۔ (ت)

مختصر[1] قدوری و ہدایہ[2] و وقایہ[3] و نقایہ[4] و مختار[5] و کنز[6] و وافی[7] و اصلاح[8] و نور[9] الایضاح و ملتقی[10] و تنویر[11] وغیرہا عامہ متون میں تصریح صریح ہے کہ:

کل اھاب دبغ فقد طھر الا جلد الخنزیر والآدمی[3]۔

خنزیر اور آدمی کے چمڑے کے علاوہ جس چمڑے کو بھی دباغت دی جائے وہ پاک ہوجاتا ہے (ت)

اس کلیہ سے صرف یہی دو استثنا فرماتے ہیں استثناے کلب کا اصلاً پتا نہیں دیتے ولہذا علامہ زین العلماء نے البحر[12] الرائق پھر علامہ حسن شرنبلالی نے غنیہ[13] ذوی الاحکام میں تبعا للمحقق علی الاطلاق فے الفتح فرمایا:

الذی یقتضیہ عموم ما فی المتون کالقدوری والمختار والکنز طھارۃ عینہ ولم یعارضہ

متون مثلاً مختصر القدوری، المختار اور کنز الدقائق کا عموم اسی بات کا مقتضی ہے کہ اس (کتے) کا عین پاک

---

[1] درمختار | باب المیاہ | مطبوعہ مجتبائی دہلی | ۱/۳۸

[2] ردالمحتار | " | | ۱/۱۳۹

[3] المختصر للقدوری | کتاب الطہارۃ | مطبوعہ مجیدی کانپور | ص ۷

ما یوجب نجاستھا فوجب احقیۃ تصحیح عدم نجاستھا[1] الخ۔

ہے اور ایسی کوئی چیز معارض نہیں جو اس کی نجاست کو واجب کرتی ہو لہذا اس کی طہارت کا زیادہ حق ہونا ثابت ہوا۔ (ت)

علامہ سید ابو سعود ازہری نے فتح اللہ المعین[14] میں فرمایا:

قولہ وکل اھاب مقتضی ھذہ الکلیۃ طھارۃ جلد الکلب بالدباغ بناء علی ماھو المفتی بہ من انہ لیس بنجس العین[2]۔

اس کا قول "وکل اھاب" (اور ہر چمڑا) ایک ایسا کلیہ ہے جس کے مطابق کتے کا چمڑا بھی دباغت کے ذریعے پاک ہوجاتا ہے اس کی بنیاد وہ مفتی بہ قول ہے کہ یہ نجس عین نہیں ہے۔ (ت)

اسی میں حکم قیل بیان کرکے فرمایا:

وکذا الکلب ایضا علی ما علیہ الفتوی من طھارۃ عینہ وان رجح بعضھم النجاسۃ[3]۔

کُتّے کا بھی یہی حکم ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی طہارت ذاتی پر فتوٰی ہے اگرچہ ان (فقہائے کرام) میں سے بعض نے نجاست کو ترجیح دی ہے۔ (ت)

امام ابو البرکات عبد اللہ محمود نسفی کافی شرح وافی[15] میں فرماتے ہیں:

الکلب لیس بنجس العین لانہ ینتفع بہ حراسۃ واصطیادا فکان کالفھد فیطھر بالدباغ[4]۔

کتا نجس عین نہیں ہے کیونکہ حفاظت اور شکار کے لیے اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے لہذا وہ چیتے کی طرح ہے پس دباغت سے پاک ہوجائے گا۔ (ت)

اسی طرح مستخلص الحقائق[16] میں ہے۔

امام زیلعی[17] تبیین الحقائق[18] پھر علامہ شرنبلالی غنیہ میں فرماتے ہیں:

فی الکلب روایتان بناء علی انہ نجس العین اولا والصحیح انہ لایفسد مالم یدخل

اس بنیاد پر کہ کتا نجس عین ہے یا نہیں اس کے بارے میں دو روایتیں ہیں صحیح یہ ہے کہ (پانی وغیرہ) خراب

---

[1] فتح القدیر باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء الخ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۸۳

[2] فتح اللہ المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۷۱

[3] ایضاً

[4] کافی شرح وافی

فاہ لانہ لیس بنجس العین[1]۔

نہیں کرتا جب تک منہ نہ ڈالے کیونکہ وہ نجسِ عین نہیں ہے۔ (ت)

ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر[18] میں ہے :

(کل اھاب دبغ فقد طھر الا جلد الادمی لکرامتہ والخنزیر لنجاسۃ عینہ) واختلف فی جلد الکلب والصحیح انہ یطھر[2]۔

(ہر چمڑا جسے دباغت دی جائے پاک ہو جاتا ہے مگر آدمی کا چمڑا اس کی عزت اور خنزیر کا چمڑا اس کے نجس عین ہونے کی وجہ سے پاک نہیں ہوتا) کتے کے چمڑے میں اختلاف ہے، اور صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (ت)

نقایہ اور اُس کی شرح جامع الرموز[19] میں ہے :

(کل اھاب دبغ طھر الا جلد الخنزیر والادمی) فی الاکتفاء رمز الی ان الکلب یطھر بہ خلافا للصاحبین ففی کونہ نجس العین خلاف کما فی الزاھدی والاول الصحیح کما فی التحفۃ[3]۔

(جس چمڑے کو دباغت دی جائے پاک ہو جاتا ہے سوائے خنزیر اور آدمی کے چمڑے کے) (ان دونوں پر) اکتفاء کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دباغت سے کتے کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے اس میں صاحبین کا اختلاف ہے جیسا کہ زاہدی میں ہے۔ پہلا قول صحیح ہے جیسا کہ تحفہ میں ہے۔ (ت)

نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے :

تنزح (بوقوع خنزیر ولو خرج حیا ولم یصب فمہ الماء) لنجاسۃ عینہ (و) تنزح (بموت کلب) قید بموتہ فیھا لانہ غیر نجس العین علی الصحیح[4]۔

خنزیر کے گرنے سے سارا پانی نکالا جائے اگرچہ زندہ نکلے اور اس کا منہ پانی تک نہ پہنچا ہو کیونکہ وہ نجس عین ہے، اور کتے کے مرنے سے تمام پانی نکالا جائے، اس کے ساتھ موت کی قید اس لیے لگائی ہے کہ صحیح قول کے مطابق یہ نجس عین نہیں ہے۔ (ت)

علامہ احمد مصری اس کے حاشیہ[20] میں فرماتے ہیں :

---

[1] غنیہ ذوی الاحکام برحاشیہ الدرر الحکام مطبعۃ احمد کامل الکائنہ فی دار السعادۃ ۱/۲۷

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل فی ابحاث الماء داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۲

[3] جامع الرموز کتاب الطہارۃ المکتبۃ الاسلامیۃ گنبد قاموس ایران ۱/۵۴

[4] مراقی الفلاح علی حاشیۃ الطحطاوی فصل فی مسائل الآبار نور محمد کارخانہ کراچی ص ۲۱

هو قول الامام رضی اللہ تعالٰی عنه و عندهما نجس العین کالخنزیر والفتوٰی علی قول الامام وان رجح قولهما کما فی الدر عن ابن الشحنة۔[1]

امام اعظم رحمہ اللہ کا یہی قول ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک یہ خنزیر کی طرح نجس عین ہے، فتوٰی امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر ہے اگرچہ صاحبین کے قول کو ترجیح دی گئی ہے جیسا کہ درمختار میں ابن الشحنہ سے منقول ہے۔ (ت)

علامہ محقق محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلیہ[21] میں فرماتے ہیں،

کون الکلب لیس بنجس العین هو المرجح۔

کتے کے نجس عین نہ ہونے کو ترجیح حاصل ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

قد سلف مرارا انه القول الراجح۔[2]

بارہا گزر چکا ہے کہ اسی قول کو ترجیح ہے۔ (ت)

یہی قول امام صدر[22] شہید کا مختار ہے،

کما فی الطحطاوی علی الدر وفی الحلیة عن الذخیرة عن شرح الطحاوی ان الکلب لیس بنجس العین[3] وهو اختیار الصدر الشهید۔

جیسا کہ درمختار کی شرح طحطاوی میں اور حلیہ میں ذخیرہ کے حوالے سے شرح طحاوی سے منقول ہے کہ کُتا نجسِ عین نہیں ہے۔ صدر الشہید کا مختار قول بھی یہی ہے۔ (ت)

اُسی میں تحفۃ[23] الفقہاء امام علاء الدین سمرقندی و محیط[24] امام رضی الدین و بدائع[25] امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی رحمہم اللہ تعالٰی سے ہے،

الصحیح انه لیس بنجس العین۔[4]

صحیح بات یہ ہے کہ نجس عین نہیں ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

وفی موضع آخر من البدائع وهذا اقرب القولین الی الصواب انتهی ومشی علیه غیر واحد من المشایخ۔[5]

بدائع میں دوسرے مقام پر ہے کہ یہ قول صحت کے زیادہ قریب ہے اھ اکثر مشائخ نے یہی راہ اختیار کی ہے۔ (ت)

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی فصل فی مسائل الآبار نور محمد کارخانہ کراچی ص ۲۱

[2] حلیہ ابن امیر الحاج

[3] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار باب المیاہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۱۴

[4] بدائع الصنائع فصل فی طہارۃ الحقیقیۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی ۱/۶۳

[5] " " " " " فصل اما بیان المقدار الذی الخ ۱/۷۴

علامہ ابراہیم حلبی غنیہ[۲۶] شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

الذی تقتضیه الدرایة عدم نجاسة عینه کما قال صاحب الهدایة ولعدم الدلیل علی نجاسة العین والاصل عدمها والدلیل الدال علی نجاسة سؤره لایقتضی نجاسة عینه[۱]۔

درایت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا عین ناپاک نہیں جیسا کہ صاحبِ ہدایہ نے فرمایا نیز اس کے نجس ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور اصل چیز عدم ہے اور وہ دلیل جو اس کے جُھوٹے کے ناپاک ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ اس کے نجس عین ہونے کی مقتضی نہیں ہے۔ (ت)

صغیری[۲۷] میں فرمایا:

جرو الکلب اذا جلس علیه بنفسه فعلی الروایة الصحیحة ینبغی ان تجوز صلاته لانه غیر حامل للنجاسة[۲] اھ ملخصا۔

اگر اس (نمازی) پر کتے کا بچہ خود بخود بیٹھ جائے تو صحیح روایت کے مطابق مناسب ہے کہ اس کی نماز جائز ہو کیونکہ وہ نجاست اٹھائے ہوئے نہیں ہے اھ ملخصا (ت)

علامہ شرنبلالی تیسیر[۲۸] المقاصد شرح نظم الفرائد میں فرماتے ہیں:

الکلب لیس نجس العین فی الاصح[۳]۔

اصح قول کے مطابق کتا نجسِ عین نہیں ہے۔ (ت)

حاشیۂ طحطاویہ علی الدر میں ہے:

علی القول بان الکلب لیس بنجس العین لاینجسه اذا لم یصل فمه الماء وهو الاصح[۴]۔

اس قول کی بنیاد پر کہ کتا نجسِ عین نہیں ہے وہ پانی (وغیرہ) کو ناپاک نہیں کرے گا جب تک اس کا منہ پانی تک نہ پہنچے، یہی زیادہ صحیح ہے۔ (ت)

اُسی میں کتاب التجنیس[۲۹] والمزید للامام برہان الدین الفرغانی سے ہے، انه الاصح[۵] (یہی زیادہ صحیح ہے۔ت) بزازیہ[۳۰] میں اسی سے یُوں ہے، هو الصحیح[۶] (وہی صحیح ہے۔ت) نیز وجیز[۳۱] میں جامع صغیر[۳۲]

---

[۱] غنیۃ المستملی فصل فے البئر مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۵۹

[۲] صغیری شرح منیۃ المصلی فصل فی الآسار مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۰۷

[۳] تیسیر المقاصد شرح نظم الفرائد

[۴] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر باب المیاہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۱۷

[۵] " " " " " " " " ۱/۱۱۴

[۶] فتاوی بزازیۃ علی حاشیۃ فتاوی ہندیۃ السادس فی ازالۃ الحقیقیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۱

سے ہے:

جلدہ یطہر بالدباغ عندنا۔[1]
ہمارے نزدیک اس کا (کتے کا) چمڑا دباغت سے پاک ہوجاتا ہے۔ (ت)

اُسی میں نصاب[33] سے ہے:

ان کان الجرو مشدود الفم تجوز اھ یعنی صلاۃ حاملہ۔[2]
اگر کتے کے بچے کا منہ باندھا ہوا ہو تو (نماز) جائز ہے اھ یعنی اُسے اٹھانے والے کی نماز جائز ہے۔ (ت)

مجموعہ علامہ انقروی[34] میں ہے:

سنہ لیس بنجس[3] (اس کا دانت ناپاک نہیں ہے۔ ت)

اسی میں بحوالہ قنیہ[35] امام اجل ابونصر دبوسی[36] سے ہے:

طین الشارع ومواطیٔ الکلاب فیہ طاھر الا اذا رأی عین النجاسۃ قال وھو الصحیح من حیث الروایۃ وقریب المنصوص عن اصحابنا۔[4]
راستے کا کیچڑ اور اس میں کتوں کی گزرگاہ پاک ہے مگر جب اس میں عینِ نجاست دیکھے۔ فرمایا روایت کے اعتبار سے یہی صحیح ہے اور ہمارے اصحاب کی تصریح کے قریب ہے۔ (ت)

اسی طرح طریقہ محمدیہ[37] میں مجمع الفتاوٰی[38] سے ہے۔ خلاصہ[39] میں ہے:

لوصلی فی عنقہ قلادۃ فیہا من کلب او ذئب تجوز صلاتہ۔[5]
اگر کسی آدمی نے نماز پڑھی اور اس کی گردن میں ایک ہار تھا جس میں کتے یا بھیڑیئے سے کوئی چیز تھی (مثلاً بال وغیرہ) تو اس کی نماز جائز ہے (ت)

اسی طرح اس مذہب مہذب کی تصحیح و ترجیح اور اس پر جزم و اعتماد و بنا و تفریع شراح ہدایہ مثل

---

[1] فتاوٰی بزازیہ علی حاشیہ فتاوٰی ہندیہ السادس فی ازالۃ الحقیقیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۱

[2] " " " " السابع فی النجس " " "

[3] فتاوٰی انقرویہ کتاب الطہارۃ دارالاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ۱/۴

[4] " " " " " " " "

[5] خلاصۃ الفتاوٰی الفصل السابع مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۴۴

علامہ[40] قوام الدین کاکی و علامہ[41] سغناقی صاحب نہایہ وغیرہما و عقد[42] الفوائد شرح نظم الفرائد للعلامۃ ابن الشحنۃ و امام[43] اسبیجابی شارح مختصر طحاوی و ذخیرہ[44] و توشیح[45] شرح الہدایہ للعلامۃ السراج الہندی و تجرید[46] و عمدۃ[47] المفتی وغیرہا سے ثابت

بحرالرائق میں ہے:

صحح فی الھدایۃ طہارۃ عینہ وتبعہ شارحوھا کالاتقانی والکاکی والسغناقی[1]۔

ہدایہ میں اس کی ذاتی طہارت کو صحیح قرار دیا گیا ہے اور اس کے شارحین جیسے اتقانی، کاکی اور سغناقی نے بھی اسی کی پیروی کی ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے،

وقد صرح فی عقد الفوائد شرح منظومۃ ابن وھبان بان الفتوی علی طہارۃ عینہ[2]۔

ابن وہبان کی منظوم شرح عقد الفوائد میں تصریح کی گئی ہے کہ فتوی اس کی ذاتی طہارت پر ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

قال القاضی الاسبیجابی واما الکلب یحتمل الذکاۃ والدباغۃ فی ظاھر الروایۃ خلافا لما روی الحسن[3]۔

قاضی اسبیجابی نے کہا ظاہر روایت کے مطابق کتا ذبح اور دباغت کا احتمال رکھتا ہے یہ حسن کی روایت کے خلاف ہے (ت)

اُسی میں ہے:

ذکر فی السراج الوھاج معزیا الی الذخیرۃ اسنان الکلب طاھرۃ واسنان الاٰدمی نجسۃ لان الکلب یقع علیہ الذکاۃ بخلاف الخنزیر والاٰدمی اھ ولایخفی ان ھذا کلہ علی القول بطہارۃ عینہ لانہ عللہ بکونہ یطھر بالذکاۃ[4]۔

السراج الوہاج میں، ذخیرہ کے حوالے سے ذکر کیا گیا کہ کتے کے دانت پاک ہیں اور آدمی کے دانت ناپاک ہیں کیونکہ کتے کو ذبح کیا جاسکتا ہے نہ کہ خنزیر اور آدمی کو اھ مخفی نہیں کہ یہ تمام باتیں اس کی ذاتی طہارت کے قول کی بنیاد پر ہیں کیوں کہ انہوں نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ وہ ذبح کے ساتھ پاک ہوجاتا ہے۔ (ت)

---

[1] البحرالرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱
[2] " " " " " "
[3] " " " " " ۱/۱۰۲
[4] " " " " " ۱/۱۰۳

اُسی میں ہے :

ذکر السراج الھندی فی شرح الھدایۃ معزیا الی التجرید ان الکلب لو اتلفہ انسان ضمنہ ویجوز بیعہ وتملیکہ وفی عمدۃ المفتی لو استأجر الکلب یجوز[1]۔

السراج الہندی نے ہدایہ کی شرح میں تجرید کی طرف منسوب کرتے ہوئے ذکر کیا کہ اگر کوئی شخص کسی کتے کو مارڈے تو ضامن ہوگا اور اس کا بیچنا اور اس کا مالک بنانا جائز ہے۔ عمدۃ المفتی میں ہے کتا اُجرت پر لینا جائز ہے۔ (ت)

اس کے حاشیہ منحۃ[2] الخالق میں نہر الفائق سے ہے :

القول بطھارۃ عینہ ھو الاصح[2] اھ ملخصا۔

اس کے طاہر عین ہونے کا قول ہی زیادہ صحیح ہے اھ تلخیص

مرقاۃ[3] میں زیر حدیث اذا دبغ الاھاب فقد طھر (جب چمڑے کو دباغت دی جائے تو وُہ پاک ہو جاتا ہے۔ ت) علامہ ابن[3] ملک سے نقل فرمایا :

ھذا بعمومہ حجۃ علی الشافعی فی قولہ جلد الکلب لا یطھر بالدباغ واستثنی من عمومہ الاٰدمی تکریمالہ والخنزیر لنجاسۃ عینہ[3]۔

یہ (حدیث) اپنے عموم کے ساتھ امام شافعی رحمہ اللہ کے اس قول میں کہ کتے کا چمڑا دباغت سے پاک نہیں ہوتا ان کے خلاف حجت ہے اسکے عموم کی وجہ سے آدمی کو اس کی عزت واحترام کے پیشِ نظر اور خنزیر کو اس کے نجس عین ہونے کی وجہ سے مستثنٰی کیا گیا ہے۔ (ت)

یہ پچاس ہیں ان میں اگرچہ ضمناً ہدایہ و دُرمختار و اتقانی و مراقی و نہر کا بھی ذکر آیا مگر یہ کلام زید میں معدود ہو چکی تھیں لہذا انہیں شمار نہ کیا۔

وانما لم نعد السراج الوھاج لانہ وان نقل عن الذخیرۃ ما مرلکنہ ذکران جلد الکلب نجس وشعرہ طاھر ھو المختار[4] اھ وھذا قول ثالث ذکرہ الولوالجی وغیرہ واعتمدہ الفقیہ

ہم سراج وہاج کو شمار نہیں کرتے کیونکہ اگرچہ اس نے ذخیرہ سے نقل کیا جیسا کہ گزر گیا لیکن اس نے ذکر کیا کہ کتے کا چمڑا ناپاک اور اس کے بال پاک ہیں۔ یہی مختار ہے اھ۔ یہ تیسرا قول ہے جسے ولوالجی وغیرہ نے ذکر کیا اور

---

[1] البحر الرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۳

[2] منحۃ الخالق علی البحر " " " ۱/۱۰۲

[3] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ فصل اول من باب تطہیر النجاسات مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۷۰

[4] البحر الرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲

ابو اللیث فی فتاواہ وحکاہ فی العیون عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی ان الکلب اذا دخل الماء فانتقض فاصاب ثوبا افسدہ ولو اصابہ مطر لالان فی الاول اصاب الماء جلدہ وجلدہ نجس وفی الثانی شعرہ وشعرہ طاہر[1] لیس فیہ ان القائلین بنجاسۃ العین متفقون علی طہارۃ الشعر کما ظنہ البحر حیث قال بعد ذکر طہرہ لایخفی ان ھذا علی القول بنجاسۃ عینہ ویستفاد منہ ان الشعر طاہر علی القول بنجاسۃ عینہ لما ذکر فی السراج الوھاج[2] الخ ثم قال بعد کلام طویل علم مما قررناہ انہ لایدخل فی قول من قال بنجاسۃ عین الکلب الشعر بخلاف قولھم بنجاسۃ عین الخنزیر[3] الخ و تبعہ الشرنبلالی ثم الدر ثم ابو السعود و ھذا نظم الدر لاخلاف فی نجاسۃ لحمہ وطہارۃ شعرہ[4] اھ قال السید العلامۃ فی رد المحتار یفہم من عبارۃ السراج ان القائلین بنجاسۃ عینہ اختلفوا فی طہارۃ شعرہ والمختار الطہارۃ وعلیہ یبتنی ذکر الاتفاق لکن ھذا مشکل لان

فقیہ ابو اللیث نے اپنے فتاوٰی میں اس پر اعتماد کیا اور عیون میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ کتا جب پانی میں داخل ہوکر اپنے آپ کو جھاڑے اور اس سے کپڑے پر چھینٹے پڑجائیں تو کپڑے کو ناپاک کردے گا اور اگر اسے بارش پہنچے تو کپڑا خراب نہیں ہوگا، کیونکہ پہلی صورت میں پانی اس کے چمڑے کو پہنچا اور اس کا چمڑا ناپاک ہے جبکہ دوسری صورت میں پانی اس کے بالوں کو پہنچا اور اس کے بال پاک ہیں۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کے نجس عین ہونے کا قول کرنے والے بالوں کی طہارت پر متفق ہیں جیسا کہ صاحب بحرالرائق نے گمان کیا جب اس کی طہارت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا مخفی نہ رہے کہ یہ بات اس کے نجس عین ہونے کے قول پر مبنی ہے اور اس سے مستفاد ہے کہ نجاست ذاتی کا قول کرنے کی صورت میں بھی بال پاک ہیں، جیسا کہ سراج وہاج میں ذکر کیا گیا الخ — پھر طویل کلام کے بعد فرمایا اس چیز سے جس کو ہم نے ثابت کیا، معلوم ہوا کہ جو شخص کتے کے نجس عین ہونے کا قائل ہے اس کے قول میں بال داخل نہیں بخلاف ان کے اس قول کے کہ خنزیر نجس عین ہے (یعنی اس کے بال بھی ناپاک ہیں) الخ شرنبلالی پھر دُرمختار اور ابو السعود نے اس کی اتباع کی

---

[1] دررشرح غرر | قبیل فصل بئر | مطبعۃ احمد کامل الکائنۃ فی دار سعادۃ | ۱/۲۴

[2] البحرالرائق | کتاب الطہارۃ | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۱/۱۰۲

[3] البحرالرائق | کتاب الطہارۃ | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۱/۱۰۳

[4] درمختار | باب المیاہ | مطبوعہ مجتبائی دہلی | ۱/۳۸

نجاسة عينه تقتضی نجاسة جميع اجزائه ولعل ما فی السراج محمول علی ما اذا كان ميتا لكن ينافيه ما مر عن الولوالجية نعم قال فی المنح وفی ظاهر الرواية اطلق ولم يفصل ای انه لو انتفض من الماء فاصاب ثوب انسان افسده سواء كان البلل وصل الی جلده اولا وهذا يقتضی نجاسة شعره فتامل اھ[1]

درمختار کی عبارت یہ ہے کہ "اس کے گوشت کے ناپاک اور بالوں کے پاک ہونے میں کوئی اختلاف نہیں" اھ

سیّد علامہ (ابن عابدین) نے ردالمحتار میں فرمایا سراج کی عبارت سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی ذاتی نجاست کے قائلین کا اس کے بالوں کی طہارت میں اختلاف ہے اور مختار، طہارت ہے اور اسی پر ذکر اتفاق کی بنیاد ہے۔ لیکن یہ مشکل ہے کیونکہ اس کا نجسِ عین ہونا تمام اجزا کی نجاست کا تقاضا کرتا ہے اور شاید جو کچھ سراج میں ہے وہ اس کے مُردہ ہونے کی صورت پر محمول ہو لیکن جو کچھ ولوالجیہ سے گزرا ہے وہ اس کے منافی ہے ہاں المنح میں فرمایا" اور ظاہر روایت میں مطلقاً ہے" تفصیل سے بیان نہیں کیا یعنی اگر وہ پانی سے نکل کر اپنے آپ کو جھاڑے اور پانی انسان کے کپڑے کو لگ جائے تو اسے ناپاک کر دے گا برابر ہے رطوبت اس کے چمڑے تک پہنچے یا نہ، اور یہ بات اس کے بالوں کی نجاست کا تقاضا کرتی ہے پس غور کرو اھ۔ (ت)

اقول فيه بحث من وجوه۔

الاول ضمير هو المختار فی عبارة السراج كما يحتمل رجوعه الی كل من نجاسة الجلد وطهارة الشعر كذلك الی الكل اعنی المجموع من حيث هو مجموع فيكون المعنی ان قول القائل بان جلده نجس وشعره طاهر هو المختار دون قول من يقول بطهارة الجميع وح يكون التصحيح ناظرا الی هذا القول الثالث ولا يفهم خلافا بين قائلی النجاسة

اقول اس میں کئی وجوہ سے بحث ہے:

اول سراج کی عبارت میں "ھو المختار" کی "ھو" ضمیر جیسے "نجاسۃ الجلد" اور "طہارۃ الشعر" میں سے ہر ایک کی طرف رجوع کا احتمال رکھتی ہے اسی طرح وہ کل یعنی مجموع کی طرف اس حیثیت سے کہ وہ دونوں کا مجموعہ ہے لوٹنے کا احتمال بھی رکھتی ہے۔ پس معنیٰ یہ ہوگا کہ قائل کا قول "اس کا چمڑا ناپاک اور بال پاک ہیں" یہی مختار ہے نہ اس کا قول جو دونوں کی طہارت کا قائل ہے اور اس وقت تصحیح اس تیسرے قول کی طرف

---

[1] ردالمحتار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۳۹

فی طهارة الشعر۔

متوجہ ہوگی اور نجاست (کتے کے نجس عین ہونے) کے قائلین کے درمیان بالوں کی طہارت میں اختلاف نہیں سمجھا جائے گا۔

الثانی ظاھر کلامی البحر والدر لایدخل ولاخلاف لکونهما نکرة او فی معناها داخلین تحت النفی ناطق بنفی الخلاف اصلا وآب عن البناء علی روایة دون اخری ولاحاجة الیه علی ما قررنا عبارة السراج کما تری۔

دوم البحر الرائق اور در مختار کا ظاہر کلام "لایدخل" اور "لاخلاف" نکرہ یا اس کے حکم میں ہیں جو نفی کے تحت داخل ہو کر اختلاف کی بالکل نفی کرتا ہے اور اس بات سے انکار کرتا ہے کہ یہ ایک روایت پر مبنی ہو دوسرے پر نہ ہو اور اس کی حاجت بھی نہیں جیسا کہ ہم نے سراج کی عبارت سے ثابت کیا جس طرح تم دیکھ رہے ہو۔

الثالث لاغرو فی حمل الکلب علی المیت الغیر المذکی والجلد علی غیر المدبوغ فلربما تترك امثال القیود اعتمادا علی معرفتها فی مواضعها ولذا انما قال فی المنیة وفی البقالی قطعة جلد کلب التزق بجراحة فی الرأس یعید ما صلی به[۱] اھ فسره العلامة الشارح ابرهیم الحلبی هکذا جلد کلب ای غیر مدبوغ ولا مذکی یعید ماصلی به ای بذلك الجلد اذا کان اکثر من قدر الدرهم وحده او بانضمام نجاسة اخری وهذا ظاهر[۲] اھ وح لا ملمح لکلام السراج الی قول نجاسة العین کما افاد

سوم کتے سے مراد غیر مذبوح اور چمڑے سے بغیر دباغت چمڑا مراد لینا تعجب خیز بات نہیں کیونکہ بعض اوقات امثال قیود کو ان کے مقام میں حصول معرفت پر اعتماد کرتے ہوئے چھوڑ دیا جاتا ہے اسی لئے جب منیہ نے کہا کہ بقالی میں ہے کتے کے چمڑے کا ٹکڑا سر میں زخم کے ساتھ چمٹ گیا تو پڑھی گئی نماز لوٹائے اھ علامہ شارح ابراہیم حلبی نے اس کی وضاحت یوں کی کہ اسی طرح کتے کا چمڑا یعنی جسے دباغت نہ دی گئی ہو اور نہ اس (کتے) کو ذبح کیا گیا اس چمڑے کے ساتھ جو نماز پڑھی ہے اسے لوٹائے جبکہ وہ تنہا (چمڑا) ایک درہم سے زائد ہو یا اس کے ساتھ دوسری نجاست ملی ہوئی ہو اور یہ ظاہر ہے اھ اس وقت سراج کے کلام میں نجاست عین

---

[۱] منیۃ المصلی فصل الآسار مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۱۵۸
[۲] غنیۃ المستملی فصل فی الآسار مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۹۱

هو رحمه الله تعالٰی ولا یعکر علیه بمنافاته لما ذکر الولوالجی کما لا یخفی فانه وان نافاه فقد وافق لاصح الاراجح ولیس السراج ههنا فی بیان کلام الولوالجی حتی یجب التوافق بینهما۔

کے قول کی طرف اشارہ نہیں ہوگا جیساکہ انہوں (صاحب بحر) نے بتایا اور نہ ہی ان پر یہ الزام ہوگا کہ یہ ولوالجی کے کلام کے منافی ہے جیساکہ مخفی نہیں کیونکہ وہ اگر اس کے منافی ہو تب بھی یہ اس کے موافق ہے جسے ترجیح دے کر اصح قرار دیا گیا ہے اور سراج یہاں ولوالجی کے کلام کے درپے نہیں کہ ان دونوں کے درمیان موافقت واجب ہو۔

الرابع هب ان نجاسة العین تقتضی نجاسة جمیع الاجزاء لکن لقائل ان یقول لا بدع فی استثناء الشعر الا تری ان الخنزیر نجس العین باتفاق مذهب اصحابنا الثلثة رضی الله تعالٰی عنهم ومع ذلك محمد یقول بطهارة شعره فی الخلاصة[1] من الفصل السابع من کتاب الطهارة شعر الخنزیر اذا وقع فی البئر علی الخلاف عند محمد لا ینجس لان حل الانتفاع یدل علی طهارته وعند ابی یوسف ینجس لانه نجس العین ویجوز الخرز به للضرورة اه وفی الغرر لمولی خسرو شعر المیتة طاهر وکذا شعر الخنزیر عند محمد قال فی الدرر لضرورة استعماله فلا ینجس الماء بوقوعه فیه وعند ابی یوسف نجس فینجس الماء[2] اه

چہارم عین نجاست کا تمام اجزاء کی نجاست کا مقتضی ہونا مسلم ہے لیکن قائل کہہ سکتا ہے کہ بالوں کا استثناء کوئی نئی بات نہیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہمارے تینوں اصحاب (احناف) رضی اللہ عنہم خنزیر کے نجس عین ہونے پر متفق ہیں لیکن اس کے باوجود امام محمد رحمہ اللہ اس کے بالوں کی طہارت کے قائل ہیں، خلاصہ میں طہارت کی ساتویں فصل میں ہے کہ خنزیر کے بال کنویں میں گر جائیں تو اس میں اختلاف ہے امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک پانی ناپاک نہیں ہوگا کیونکہ انتفاع کا جائز ہونا اسکی طہارت پر دلالت کرتا ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ناپاک ہوجائے گا کیونکہ وہ نجس عین ہے اور اس کے ساتھ سلائی کرنا ضرورت کے تحت جائز ہے اھ مولٰی خسرو کی غرر میں ہے کہ مردار کے بال پاک ہیں۔ اسی طرح امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک خنزیر کے بال بھی پاک ہیں الدرر میں "ضرورتِ استعمال کے لیے" فرمایا۔ پس اس کے

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی فصل سابع من کتاب الطہارۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۴۴
[2] درر شرح غرر قبیل فصل بئر مطبعۃ احمد کامل الکائنۃ فی دار سعادۃ ۱/۲۴

اقول حاصل التعلیل ان الضرورة اوجبت اباحة استعماله ثم اذا ثبتت الاباحة ثبت الطھارة لان الشیئ اذا ثبت ثبت بلوازمه وجواب ابی یوسف رحمه اللّٰه تعالٰی ان ماثبت بضرورة تقدر بقدرھا **وانت تعلم** انه بین البرھان فلاجرم ان صححه فی البدائع ورجحه فی الاختیار وجعله فی الدر ھو المذھب وبما قررنا کلام الدر بان الجواب عما اورد علیه السید العلامة ابوالسعود الازھری فی حاشیة الکنز حیث زعم ان محمدا اباح الانتفاع به مطلقا ولومن دون ضرورة وجعله مقتضی قول النھر طھره محمد وعلیه ابتنی رد قول من قال انه فی زماننا استغنی عنه فینبغی ان لایجوز استعماله عند الکل لانعدام الضرورة قائلا فیه نظر لان محمدا لم یقصر جواز استعماله علی الضرورة ورد علی الدر تعلیله بالضرورة بان لوکان کذلك لقال ان الماء القلیل ینجس بوقوعه فیه لعدم الضرورة ولیس کذلك ولان صریح قوله فی النھر واثر الخلاف یظھر فیما لوصلی و معه من شعر الخنزیر مایزید علی الدرھم اووقع فی الماء القلیل یاباہ وبما قررناہ

گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک وہ نجس ہے پس پانی بھی ناپاک ہوجائیگا۔(ت)

اقول اس علت کا ماحصل یہ ہے کہ ضرورت نے اس کے استعمال کی اباحت ثابت کر دی پھر جب اباحت ثابت ہوگئی تو طہارت بھی ثابت ہوگئی تو طہارت بھی ثابت ہوگئی کیونکہ جو چیز بھی ثابت ہوتی ہے وہ اپنے تمام لوازم کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا جواب یہ ہے کہ جو چیز ضرورت کے تحت ثابت ہوتی ہے اس کا اندازہ ضرورت کے حساب سے لگایا جاتا ہے اور تم جانتے ہو کہ اس کی دلیل واضح ہے لہذا بدائع میں اسے صحیح قرار دیا، الاختیار میں اسے ترجیح دی اور درمختار میں اسی کو مذہب قرار دیا اور جس طرح ہم نے درمختار کا کلام بیان کیا اس سے اس اعتراض کا جواب واضح ہوگیا جو ان پر سید علامہ ابو السعود الازہری نے حاشیہ کنز میں نقل کیا جب یہ خیال کیا کہ امام محمد رحمہ اللہ نے اس سے مطلق انتفاع جائز قرار دیا ہے اگرچہ بغیر ضرورت ہو اور نہر الفائق کے قول (امام محمد نے اسے پاک قرار دیا) کو ابو السعود الازہری نے اسی کا مقتضی قرار دیا اور اسی پر ان کے قول کے رد کی بنا ہے جو کہتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں اس کی ضرورت نہیں لہذا چاہئے کہ سب کے نزدیک اس کا استعمال جائز نہ ہو کیونکہ ضرورت ہی نہیں رہتی۔

ابوالسعود نے "فیہ نظر" کہہ کر اس پر اعتراض کیا کیونکہ امام محمد رحمہ اللہ

یظهر ماقی الدرر من المنافاة حیث علل طہارته عند محمد بضرورة الاستعمال ثم فرع علیه ان الماء لاینجس بوقوعه فیه[1] اھ۔

نے اس کے استعمال کا جواز ضرورت پر منحصر نہیں کیا اور الدرر نے جو ضرورت کو اس کی تعلیل قرار دیا ہے ابوالسعود نے اس کو بھی رد کر دیا کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ کہتے اس کے گرنے سے تھوڑا پانی ناپاک ہو جاتا ہے کیونکہ ضرورت معدوم ہے حالانکہ ایسا نہیں نیز نہر میں ان کا صریح قول کہ اختلاف کا اثر اس صورت میں ہی ظاہر ہوگا جب وہ نماز پڑھے اور اس کے پاس ایک درہم سے زیادہ خنزیر کے بال ہوں یا وہ تھوڑے پانی میں گریں اس طرح کی تعلیل کا انکار کرتا ہے اور جو کچھ ہم نے ثابت کیا وہ الدرر میں پائی جانے والی منافات کو ظاہر کرتا ہے جب انہوں نے امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ضرورتِ استعمال کو اسکی طہارت قرار دیا پھر اس پر تفریعاً کہا کہ اس کے گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اھ (ت)

اقول ولعلك اذا تأملت فیما القینا علیك علمت ان هذا کله فی غیر محله وحاشا محمدا ان یبیح الانتفاع به بلا ضرورة مع قول الله تعالٰی فانه رجس وانما الامر ما بینا انه اباح للضرورة ومن ضرورة الاباحة سقوط النجاسة واذ اسقطت جازت الصلاة ولم یفسد الماء فمحمد اعتبر زمان الضرورة ولم یعتبر خصوص محلها وابویوسف اعتبر الامرین جمیعا وهو الصحیح لاجرم نص فی البرهان شرح مواهب الرحمٰن ان رخص محمد الانتفاع بشعره لثبوت الضرورة عنده فی ذلك ومنعاه لعدم تحققها لقیام غیره مقامه[2] اھ

اقول شاید جب تو اس پر غور کرے جو ہم نے تمہارے سامنے پیش کیا تو جان لے کہ یہ سب کچھ اپنے محل پر نہیں ہے ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کہ امام محمد رحمہ اللہ بلا ضرورت اس سے انتفاع جائز قرار دیں حالانکہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے "پس بیشک یہ ناپاک ہے" بات وہی ہے جو ہم نے بیان کی کہ آپ نے ضرورت کے تحت جائز قرار دیا اور اباحت سے نجاست کا ساقط ہو جانا لازم ہے جب نجاست ساقط ہوگئی تو نماز جائز ہوگی اور پانی خراب نہ ہوا، پس امام محمد رحمہ اللہ نے وقتِ ضرورت کا اعتبار کیا ہے محلِ مخصوص کا نہیں کیا، اور امام ابویوسف رحمہ اللہ نے دونوں باتوں کے مجموعہ کا اعتبار کیا ہے، اور یہی صحیح ہے یقیناً برہان شرح

---

[1] فتح المعین کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۷۳

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل یطہر جلد المیتۃ کارخانہ تجارت کراچی ص ۹۰

مواہب الرحمٰن میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کا اس کے بالوں سے انتفاع کی اجازت دینا اس ضرورت کی بنیاد پر ہے جو اس سلسلے میں ان کے ہاں ثابت ہوئی اور شیخین نے منع کیا کیونکہ ان کے نزدیک ضرورت ثابت نہیں کیونکہ دوسری چیز اس کے قائم مقام ہے اھ (ت)

نقله ط فی حاشیة المراقی وقال فی الغنیة شعر الخنزیر لما ابیح الانتفاع به للخرز ضرورة قال محمد انه لووقع فی الماء لاینجسه[1] اھ وقال العلامة عبد العلی البرجندی فی شرح النقایة اطلاق الشعر یدل علی ان شعر الخنزیر ایضا طاھر لایفسد الماء ولا یضر حمله فی الصلاۃ وھو قول محمد وذلك لضرورۃ حاجة الناس الی استعماله فی الخرز وعند ابی یوسف نجس لان الخنزیر نجس العین کذا فی الحصر واما عظم الخنزیر فنجس اتفاقا لانه لاضرورۃ فی استعماله کما فی الشعر[2] اھ۔

اسے امام طحطاوی نے مراقی الفلاح کے حاشیہ میں نقل کیا اور غنیہ میں فرمایا کہ جب ضرورت کے تحت خنزیر کے بالوں سے سلائی کے لیے نفع حاصل کرنا جائز قرار دیا گیا تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا اگر وہ پانی میں گر جائیں تو اسے ناپاک نہیں کریں گے اھ علامہ عبد العلی برجندی نے شرح نقایہ میں فرمایا "مطلق بالوں کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خنزیر کا بال بھی پاک ہے نہ وہ پانی کو خراب کرتا ہے اور نہ ہی نماز میں اس کا اٹھانا نقصان دہ ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ کا یہی قول ہے اور یہ اس لیے کہ لوگوں کو سلائی کے لیے اس کے استعمال کی ضرورت پیش آتی ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ناپاک ہے کیونکہ خنزیر نجس عین ہے، جیسا کہ حصر میں ہے لیکن خنزیر کی ہڈی بالاتفاق ناپاک ہے کیونکہ بالوں کی طرح ہڈی کے استعمال کی ضرورت پیش نہیں آتی اھ (ت)

فانظر کیف نصوا جمیعا ان تطھیر محمد مبتن علی الضرورۃ فظھر سقوط کل ما ذکر ھذا السید العلامة رحمه اللہ تعالی واستبان ان لاحجة له فی قول النھر ولا منافاۃ بین قولی الدرر وان عند زوال الضرورۃ یجب وفاق

پس دیکھو کس طرح تمام (فقہا) نے بیان فرمایا کہ امام محمد رحمہ اللہ کا اسے پاک قرار دینا ضرورت کی بنیاد پر ہے پس جو کچھ اس سید علامہ (ابو السعود) رحمہ اللہ نے ذکر کیا اس کا ساقط ہونا ظاہر ہوا۔ اور واضح ہوا کہ نہر کے قول میں ان کے لیے کوئی حجت نہیں اور نہ ہی

---

[1] غنیة المستملی شرح منیة المصلی فصل فی الانجاس سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۴۶
[2] شرح النقایة للبرجندی کتاب الطہارۃ نولکشور لکھنؤ ۱/۴۸

الکل علی التحریم والتنجیس کما افادہ العلامۃ المقدسی وتبعہ العلامۃ نوح افندی ومن بعدہ وھوالذی نعتقد فی دین اللہ سبحٰنہ وتعالٰی وبہ ظہر الجواب عن ھذا البحث بان لاضرورۃ فی شعر الکلب فعلی قائل النجاسۃ العمل بقضیتہا ثم رأیت البرجندی صرح بہ حیث قال انا قد ذکرنا ان الکلب نجس العین عند بعضھم فینبغی ان یکون شعرہ نجسا عندھم اذ لا ضرورۃ فی استعمالہ اھ[1]

الدرر کے دو قولوں کے درمیان منافات ہے نیز ضرورت کے زائل ہونے کی صورت میں اس کی حرمت اور نجاست پر سب کا اتفاق ہے جیسا کہ علامہ مقدسی (کے کلام) سے اس بات کا فائدہ حاصل ہوا اور علامہ نوح آفندی اور ان کے بعد والوں نے ان کی اتباع کی اور دینِ خداوندی میں ہم بھی اسی بات کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اسی کے ساتھ اس بحث کا جواب بھی ظاہر ہوا کہ کتے کے بالوں کی ضرورت نہیں پڑتی پس نجاست کے قائل کو اس کے فیصلہ پر عمل کرنا ہوگا، پھر میں نے برجندی میں اس کی تصریح دیکھی جب انہوں نے فرمایا کہ ہم نے بعض کے نزدیک کتے کے نجسِ عین ہونے کا ذکر کیا ہے پس مناسب یہ ہے کہ ان کے نزدیک اس کے بال بھی ناپاک ہوں کیونکہ اس کے استعمال کی ضرورت نہیں اھ (ت)

الخامس ماعزاہ للمنح مذکور ایضا فی الخانیۃ واعتمدہ واشار الی ضعف التفصیل حیث قال ما نصہ الکلب اذا خرج من الماء وانتفض فاصاب ثوب انسان افسدہ قیل ان کان ذلک من ماء المطر لا یفسدہ الا اذا اصاب المطر جلدہ وفی ظاھر الروایۃ اطلق ولم یفصل اھ[2] وقد صرح فی خزانۃ المفتین برمز لقاضی خان ان شعر الخنزیر او الکلب اذا وقع فی الماء یفسدہ لانہ نجس العین[3] لکن لقائل ان یقول

پنجم جو کچھ انہوں نے منح کی طرف منسوب کیا ہے وہ خانیہ میں بھی مذکور ہے انہوں نے اس پر اعتماد کیا اور تفصیل کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "کتا جب پانی سے نکل کر اپنے آپ کو جھاڑے اور وہ کسی انسان کے کپڑے کو لگ جائے تو اسے ناپاک کر دے گا کہا گیا کہ اگر یہ بارش کے پانی سے ہو تو اسے ناپاک نہیں کریگا مگر جب کہ بارش اس کے چمڑے تک پہنچ جائے اور ظاہر روایت میں اطلاق ہے تفصیل نہیں ہے اھ اور خزانۃ المفتین میں "ق" کے ساتھ قاضی خان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان سے

---

[1] شرح النقایہ للبرجندی کتاب الطہارۃ نولکشور لکھنؤ ۱/۴۸
[2] فتاوٰی قاضی خان فصل فی النجاسۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۱۱
[3] " " " " فصل فی مایقع فی البئر " " " ۱/۶

اذابنیتم حکایة الوفاق علی الروایة المختارة للسراج فلا وجه للرد علیه بروایة اخری نعم لو ذکر ما ذکرنا عن الخانیة وبین ان الترجیح قد اختلف وان التنجیس ظاهر الروایة فوجب اختیارہ و سقط الحکم بالوفاق معتمدا علی اختیار السراج لکان وجیها و بعد اللتیا واللتی فحکایة الوفاق مدخولة لاشك لاجرم ان صرح فی متن الغرر بالتثلیث فقال والکلب نجس العین وقیل لا وقیل جلدہ نجس وشعرہ طاھر اھ[1]۔

نقل کیا کہ خنزیر یا کُتّے کے بال پانی میں گر جائیں تو اُسے خراب کر دیتے ہیں کیونکہ وہ نجس عین ہے لیکن کوئی قائل کہہ سکتا ہے کہ جب تم نے سراج کی مختار روایت پر حکایتِ اتفاق کی بنیا درکھی ہے تو دوسری روایت کے ساتھ اسے رَدّ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے ہاں اگر وہ اس بات کا ذکر کرتے جو ہم نے خانیہ سے (نقل کرتے ہوئے) ذکر کی ہے اور بیان کرتے کہ ترجیح مختلف ہے اور ظاہر روایت کے مطابق اسے ناپاک قرار دیا ہے لہذا اسے اختیار کرنا واجب ہے اور سراج کے اختیار کے مطابق جس اتفاق کا حکم دیا گیا ہے وہ ساقط ہے تو اس بات کا کوئی وقار ہوتا، مختصر اور طویل گفتگو کے بعد اتفاق کی بات محلِ نظر ہو گئی۔ بلا شک وشبہہ غرر کے متن میں تثلیث کی تصریح کرتے ہوئے کہا "اور کتا نجس عین ہے کہا گیا کہ نہیں ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کا چمڑا ناپاک ہے بال پاک ہیں۔ اھ (ت)

واما الترجیح فاقول بوجوہ

ترجیح: میں اس سلسلے میں کئی طرح سے گفتگو کروں گا:

اولاً یہی قول امام ہے کما قدمہ السائل عن الدرالمختار وقدمناہ عن القھستانی والطحطاوی۔

اول: یہی قول امام ہے جیسا کہ سائل نے اس سے پہلے درمختار سے نقل کیا ہے، اور ہم نے قہستانی اور طحطاوی سے (نقل کرتے ہوئے) اس سے پہلے بیان کیا ہے (ت)

نظم الفرائد میں ہے:

وعندھما عین الکلاب نجاسة وطاھرة قال الامام المطھر[2]

اور ان دونوں (صاحبین) کے نزدیک کتے کا عین ناپاک ہے، اور امام پاک (ابو حنیفہ رحمہ اللہ) نے فرمایا پاک ہے۔ (ت)

---

[1] درر شرح غرر قبیل فصل بر دون عشر الخ مطبعۃ احمد الکامل الکائنۃ فی دار سعادۃ ۱/۲۴

[2] نظم الفرائد

حلیہ میں ہے:

مشی علیہ فی الحاوی القدسی[1]

حاوی قدسی میں یہی راہ اختیار کی ہے (ت)

اسی میں ہے:

فی النھایۃ وغیرھا عن المحیط الکلب اذا وقع فی الماء فاخرج حیا ان اصاب فمہ یجب نزح جمیع الماء وان لم یصب فمہ الماء فعلی قولھما یجب نزح جمیع الماء وعلی قول ابی حنیفۃ لاباس وقال ھذا اشارۃ الی ان عین الکلب لیس بنجس[2]

نہایہ وغیرہ میں محیط سے نقل کیا کہ کتا جب پانی میں گر جائے اور زندہ نکال لیا جائے اگر اس کا منہ پانی تک پہنچا ہے تو تمام پانی نکالا جائے، اور اگر منہ پانی تک نہیں پہنچا تو صاحبین کے قول پر تمام پانی نکالا جائے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کوئی حرج نہیں اور فرمایا کہ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ کتا نجس عین نہیں (ت)

اسی طرح تجرید القدوری میں[3] ہے کما نقلہ عنہ ایضا فی الحلیۃ (جیسے کہ انہوں نے اسے حلیہ میں بھی ان سے نقل کیا۔ ت)

بحرالرائق میں ہے:

قال فی القنیۃ رامزا لمجد الائمۃ وقد اختلف فی نجاسۃ الکلب والذی صح عندی من الروایات فی النوادر والامالی انہ نجس العین عندھما وعند ابی حنیفۃ لیس بنجس العین[4]

قنیہ میں مجد الائمہ کے حوالے سے بتایا کہ کتے کے نجس ہونے میں اختلاف ہے اور نوادر و امالی کی روایات میں سے جو کچھ میرے نزدیک صحیح ثابت ہوا ہے کہ صاحبین کے نزدیک نجس عین ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نجسِ عین نہیں ہے۔ (ت)

اور کچھ روایتیں امام محمد سے بھی اس کے موافق آئیں:

فی الحلیۃ عن الخانیۃ عن الناطفی انہ اذا صلی

حلیہ میں بحوالہ خانیہ ناطفی سے نقل کیا ہے کہ جب کسی نے

---

[1] حلیہ شرح منیۃ المصلی

[2] ایضاً

[3] تجرید القدوری

[4] البحرالرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲

علی جلد کلب او ذئب قد ذبح جازت صلاتہ[1]

مذبوح کتّے یا بھیڑیے کی کھال پر نماز پڑھی تو اس کی نماز جائز ہے۔ (ت)

بحرالرائق میں عقدالفوائد سے ہے:

لایخفی ان ھذہ الروایۃ تفید طہارۃ عینہ عند محمد[2] الخ۔

مخفی نہیں کہ یہ روایت امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی ذاتی طہارت کا فائدہ دیتی ہے (ت)

منیہ میں ہے:

روی عن محمد امرأۃ صلت وفی عنقھا قلادۃ علیھا سن اسد او ثعلب او کلب جازت صلاتھا[3] اھ قال شارحھا العلامۃ ابرھیم کون الروایۃ عن محمد لاینافی کونھا اتفاقیۃ ففی الفتاوٰی ذکرھا مطلقا والدلیل یدل علیہ[4] اھ

حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے ایک عورت نے گلے میں ایسا ہار ڈال کر نماز پڑھی جس میں شیر، لومڑی یا کتّے کے دانت (جڑے ہوئے) تھے تو اس کی نماز جائز ہے اھ اس کے شارح ابراہیم نے فرمایا اس روایت کا امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہونا اس کے اتفاقی ہونے کے منافی نہیں فتاوٰی میں اسے مطلقاً ذکر کیا گیا ہے اور دلیل بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ (ت)

اقول نعم اطلقھا فی الخانیۃ والخلاصۃ والولوالجیۃ وغیرھا وقد اسمعناک نص الخلاصۃ وھو بعینہ لفظ الخانیۃ والولوالجی عزاھا لہ فی الحلیۃ لکن الاطلاق لایدل علی الاتفاق فربما یطلق المطلق مایختارہ وان کانت ھناک خلافات عدیدۃ ورأیتنی کتبت علی ھامشہ

اقول ہاں خانیہ، خلاصہ اور ولوالجیہ وغیرہ نے اس کو مطلق ذکر کیا ہے ہم نے تمہیں خلاصہ کی عبارت سنائی تھی خانیہ کے الفاظ بھی بعینہٖ یہی ہیں اور حلیہ میں اسے ولوالجی کی طرف منسوب کیا گیا ہے لیکن اطلاق، اتفاق پر دلالت نہیں کرتا بسا اوقات اپنے مختار کو مطلق قرار دیا جاتا ہے اگرچہ وہاں متعدد اختلافات ہوتے ہیں میرا خیال ہے کہ میں نے اس کے

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] البحرالرائق | کتاب الطہارۃ | مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۱/۱۰۲

[3] منیۃ المصلی | فصل فی النجاسۃ | مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور | ص ۱۱۰

[4] غنیۃ المستملی | " | سہیل اکیڈمی لاہور | ص ۱۵۵

مانصه۔

حاشیے پر لکھا ہے جس کی عبارت یہ ہے۔

اقول کیف تکون اتفاقیۃ مع ان المنقول من الثانی المشہور عن الثالث نجاسۃ عین الکلب وقد صححہ جماعۃ وان کان الاصح المعتمد المفتی بہ ھی الطہارۃ[1] اھ نعم ھو صحیح بالنسبۃ الی ماعدا الکلب من السباع المذکورۃ وامثالہا۔

اقول (میں کہتا ہوں) یہ کیسے اتفاق ہوگا حالانکہ ثانی سے منقول اور ثالث سے مشہور ہے کہ کتا نجس عین ہے ایک جماعت نے اس کی تصحیح کی اگرچہ زیادہ صحیح معتمد علیہ اور مفتی بہ، طہارت ہی ہے اھ ہاں یہ کتے کے علاوہ دیگر مذکورہ بالا درندوں اور ان کی امثال کی طرف نسبت کرتے ہوئے صحیح ہے۔ (ت)

بلکہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالٰی سے بھی بعض فروع اسی طرف جاتی ہیں۔

وقد قرأنا علیك عن الانقروی عن الزاھدی عن الدبوسی فی مواطئ الکلاب فی الطین ان طہارتہا ھی الروایۃ الصحیحۃ وقریب المنصوص عن اصحابنا وھذہ کتب المذھب طافحۃ بتصریح جواز بیع الکلب وحل ثمنہ وانما ذکروا الخلف فی بیع العقور فعن محمد جوازہ وعن ابی یوسف منعہ واطلاق الاصل یؤید الاول وعلیہ مشی القدوری وغیرہ وصحح شمس الائمۃ الثانی فقال انما لایجوز بیع الکلب العقور الذی لایقبل التعلیم وقال ھذا ھو الصحیح من المذھب[2] کما نقلہ فی الفتح لاجرم ان قال حافظ الحدیث والمذھب الامام الطحاوی فی شرح معانی الاٰثار بعد ما حقق حل اثمان

ہم نے بواسطہ انقروی اور زاہدی، دبوسی سے نقل کرتے ہوئے کیچڑ میں کتوں کی گزرگاہ کے بارے میں تمہیں بتایا ہے کہ اس کا پاک ہونا ہی صحیح روایت ہے اور ہمارے اصحاب سے منصوص روایات کے قریب ہے اور یہ کتب مذاہب کتے کی خرید وفروخت کے جواز اور اس کی قیمت حلال ہونے سے متعلق تصریح سے بھری پڑی ہیں البتہ کاٹنے والے کتے کے بارے میں ان کا اختلاف ہے۔ پس امام محمد رحمہ اللہ سے اس کا جواز اور امام ابویوسف رحمہ اللہ سے عدم جواز منقول ہے۔ اصل (مبسوط) کا اطلاق پہلی بات کی تائید کرتا ہے، قدوری وغیرہ نے یہی اختیار کی ہے جبکہ شمس الائمہ نے دوسری بات کو صحیح قرار دیا ہے انہوں نے فرمایا کاٹنے والا کتا جو تعلیم کو قبول نہیں کرتا اسکی خرید وفروخت جائز نہیں اور فرمایا کہ صحیح مذہب یہی ہے جیسا کہ فتح القدیر میں اسے نقل کیا ہے یقیناً حدیث و مذہب کے

---

[1] البحر الرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱

[2] فتح القدیر مسائل منثورہ من باب البیع مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/۳۴۵

الکلب ھذا قول ابی حنیفة و ابی یوسف و محمد رحمة اللہ تعالٰی علیھم اجمعین[1] اھ وقال فی البحر اما بیعه وتملیکه فھو جائز ھکذا نقلوا و اطلقوا لکن ینبغی ان یکون ھذا علی القول بطھارة عینه اما علی القول بالنجاسة فھو کالخنزیر فبیعه باطل فی حق المسلمین کالخنزیر[2] اھ فینقدح من ذلک وفاقھم جمیعا علی قضیة الطھارة من جراء تلک الروایات۔

حافظ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں کتے کی قیمت کے حلال ہونے کے بارے میں تحقیق فرمانے کے بعد فرمایا امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالٰی تمام کا یہی قول ہے اھ بحرالرائق میں فرمایا کہ اس (کتے) کی بیع اور تملیک جائز ہے۔ اسی طرح فقہائے کرام نے نقل کیا اور مطلقاً بیان کیا لیکن مناسب ہے کہ یہ بات اس کی عینی طہارت کے قول پر ہو لیکن نجاست کے قول پر وہ خنزیر جیسا ہوگا، لہذا مسلمانوں کے حق میں خنزیر کی طرح اس کی خرید وفروخت بھی باطل ہے اھ پس ان روایات کے پیش نظر ان سب کا طہارت کے فیصلے پر اتفاق معلوم ہوگا۔ (ت)

اقول لکن افاد فی الفتح منع توقف جواز البیع علی طھارة العین و انما یعتمد جوازہ جواز الانتفاع الاتری ان السرقین و البعر لما جاز الانتفاع بھما جاز بیعھما وقد قال فی الھدایة مجیبا عن استدلال الشافعی علی حرمة بیع الکلب بانه نجس العین ولا نسلم نجاسة العین ولو سلم فیحرم التناول دون البیع[3] اھ فان عد قائلا ان حل الانتفاع ایضا یعتمد طھارة العین فان الخنزیر لما کان نجس العین لم یجز الانتفاع به بوجه من الوجوه بذلک عللوہ فی

اقول لیکن فتح القدیر سے اس بات کا فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ جوازِ بیع، طہارت عین پر موقوف نہیں بلکہ بیع کا جواز، جوازِ انتفاع پر مبنی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ گوبر اور مینگنی سے جب نفع حاصل کرنا جائز ہے تو ان کی خرید وفروخت بھی جائز ہے۔ کتے کی بیع حرام ہونے پر امام شافعی رحمہ اللہ کے استدلال کہ وہ نجس عین ہونے کی وجہ سے حرام ہے، کا جواب دیتے ہوئے ہدایہ میں فرمایا ہم نجاست عین تسلیم نہیں کرتے اور اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس کا کھانا حرام ہے، خرید وفروخت حرام نہیں اھ اگر تم یہ کہتے ہوئے اعتراض کرو کہ انتفاع کا جائز ہونا بھی تو طہارتِ عین پر مبنی ہے کیونکہ جب

---

[1] شرح معانی الآثار باب ثمن الکلب مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۵۰
[2] البحر الرائق کتاب الطھارة " " " ۱/ ۱۰۳
[3] الھدایة مسائل منثورہ من کتاب البیوع مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/ ۱۰۳

عامة الکتب نعم یجوز الانتفاع بنجس العین علی سبیل الاستہلاك وھذا ھو الثابت فی السرقین[1] کما افادہ فی النھایۃ ونقلہ فی البحر قلت نعم ھذا یصلح دلیلا لاصل المدعی اعنی الطہارۃ اما جعلہ وجھا لتخصیص جواز البیع بقول الطہارۃ فکلا کیف وحل الانتفاع بالکلب بطریق الاصطیاد مجمع علیہ قطعا لما نطق بہ النص الکریم فمبنی جواز البیع ثابت عند الکل وان انکر الصاحبان مبنی المبنی اعنی الطہارۃ کما انکر الشافعی فرع المبنی اعنی جواز البیع فافھم۔

خنزیر نجس عین ہے تو کسی طرح اس سے انتفاع جائز نہیں۔ عام کتب میں اس کی یہی علت بیان کی ہے ہاں نجس عین کو ہلاک کرکے اس سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ یہی بات گوبر میں بھی ثابت ہے، جیسا کہ نہایہ میں اس بات کا فائدہ دیا اور اسے البحرالرائق نے نقل کیا۔ میں کہتا ہوں ہاں یہ اصل مدعٰی یعنی طہارت کی دلیل بن سکتی ہے لیکن اسے طہارت کے قول پر جوازِ بیع کی تخصیص کے لیے سبب قرار دینا ہرگز صحیح نہیں اور یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ کتّے سے شکار کے طریقے پر نفع حاصل کرنا جائز ہے اور یہ قطعی طور پر متفق علیہا مسئلہ ہے کیونکہ اس کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے پس جوازِ بیع کی بنیاد سب کے نزدیک ثابت ہے اگرچہ صاحبین اس بنیاد کی بنیاد یعنی طہارت کا انکار کرتے ہیں جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس بنیاد کی فرع یعنی جوازِ بیع کا انکار کیا ہے۔ پس اسے سمجھو۔ (ت)

اور معلوم و مقرر ہے کہ کلام الامام امام الکلام علما فرماتے ہیں قول امام پر افتا لازم ہے اگرچہ صاحبین خلاف پر ہوں نہ کہ جب صاحبین سے بھی روایات اُن کے موافق آتی ہوں۔

اللھم الا لضرورۃ او ضعف دلیل وقد علم انتفاؤھما ھھنا۔

اے اللہ! مگر ضرورت یا ضعفِ دلیل کی وجہ سے، اور یقیناً یہاں ان دونوں کا نہ ہونا معلوم ہے (ت)

بحرالرائق و فتاوٰی خیریہ و حاشیہ طحطاویہ علی الدرالمختار و ردالمحتار میں ہے:

واللفظ للعلامۃ الرملی المقرر ایضا عندنا انہ لایفتی ولا یعمل الا بقول الامام الاعظم ولا یعدل عنہ الی قولھما او قول احدھما او غیرھما الا لضرورۃ من ضعف دلیل او تعامل بخلافہ کمسألۃ المزارعۃ

اور الفاظ علامہ رملی کے ہیں ہمارے نزدیک بھی ثابت ہے کہ صرف امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر فتوٰی دیا جائے گا اور عمل کیا جائیگا اس سے صاحبین یا ان میں ایک یا کسی دوسرے کے قول کی طرف بغیر ضرورت متوجہ نہیں ہوں گے ضرورت جیسے کمزور دلیل یا اس کے خلاف

---

[1] البحرالرائق کتاب الطہارۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱

وان صرح المشایخ بان الفتوی علی قولهما لانہ صاحب المذہب والامام المقدم ؎
اذا قالت حذام فصدقوھا
فان القول ماقالت حذام[1]

تعامل کا پایا جانا جیسا کہ مسئلہ زراعت میں ہے اگرچہ مشائخ تصریح کریں کہ فتوٰی صاحبین کے قول پر ہے کیونکہ آپ (امام اعظم رحمہ اللہ) صاحبِ مذہب اور امام متقدم ہیں ؎
جب حذام کوئی بات کہے تو اس کی
تصدیق کرو کیونکہ بات تو وہی ہے جو
حذام نے کہی۔

امام برہان الدین فرغانی صاحبِ ہدایہ تجنیس میں فرماتے ہیں :

الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفۃ علی کل حال[2]

میرے نزدیک واجب ہے کہ ہر حال میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتوٰی دیا جائے۔ (ت)

اسی طرح اور کتب سے ثابت وقد ذکرناہ فی کتاب النکاح من فتاوٰنا (ہم نے اسے اپنے فتاوٰی کی کتاب النکاح میں ذکر کیا ہے۔ ت) تو واجب ہوا کہ طہارت عین ہی پر فتوے دیں اور اسی کو معمول و مقبول رکھیں۔

ثانیاً یہی قول اکثر ہے

کما یظھر لمن یطالع نقولنا فی التطھیر مع ما ترکنا من الکثیر البثیر و یراجع نقول التنجس یجدھا لاتبلغ نصف ذلک ولا ثلثہ وان شرط مع ذلک عدم الاضطراب فلا یبقی فی یدہ الا اقل قلیل کما ستقف علیہ ان شاء اللہ تعالٰی وقد قال فی الحلیۃ الکثیر علی انہ لیس بنجس العین[3]

جیسا کہ اس شخص کے لیے ظاہر ہے جو تطہیر کے بارے میں ہمارے نقول کا مطالعہ کرے باوجود کہ ہم نے بہت کچھ چھوڑدیا ہے اور اس کے نجس ہونے کے بارے میں نقول کی طرف رجوع کرے تو انہیں ان (نقولِ تطہیر) کا نصف بلکہ تہائی بھی نہیں پائے گا۔ اور اس کے ساتھ عدمِ اضطراب کی شرط رکھی جائے تو اس کے ہاتھ میں بہت کم رہ جائینگی جیسا کہ تو عنقریب اس پر مطلع ہوگا ان شاء اللہ

---

[1] فتاوٰی خیریۃ مطلب لایفتی بغیر قول ابی حنیفہ وان صححہ المشائخ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲/۳۳
[2] التجنیس والمزید
[3] التعلیق المجلی حاشیۃ منیۃ المصلی فصل فی البئر مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۱۵

تعالیٰ۔ اور حلیہ میں فرمایا کہ زیادہ روایات اس کے نجسِ عین نہ ہونے پر ہیں۔ (ت)

اور ثابت ومشہور ہے کہ معمول بہ وہی قول اکثر وجمہور ہے۔

فی رد المحتار قد صرحوا بان العمل بما علیہ الاکثر[1] اھ وفی العقود الدریۃ عن شرح الاشباہ للبیری لایجوز لاحد الاخذ بہ لان المقرر عند المشایخ انہ متی اختلف فی مسألۃ فالعبرۃ بما قالہ الاکثر[2]۔

ردالمحتار میں ہے فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ عمل اکثر کے اقوال پر ہوگا اھ بیری کی شرح اشباہ کے حوالے سے العقود الدریہ میں ہے کہ اسے اختیار کرنا کسی کے لیے جائز نہیں کیونکہ مشائخ کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو اکثر کے قول کا اعتبار ہوگا۔ (ت)

ثالثاً یہی موافق احکام قرآن وحدیث ہے

کما علمت وتعلم وقد قال فی الغنیۃ قبیل واجبات الصلاۃ لاینبغی ان یعدل عن الدرایۃ اذا وافقتہا روایۃ[3] اھ ومثلہ فی ردالمختار۔

جیسا کہ تُو نے جانا اور تجھے معلوم ہوجائے گا۔ اور غنیہ میں واجباتِ نماز سے کچھ پہلے فرمایا کہ جب روایت، درایت کے موافق ہوجائے تو اس سے روگردانی کرنا مناسب نہیں اھ ردالمحتار میں بھی اسی کی مثل ہے (ت)

رابعاً یہی من حیث الدلیل اقوٰی ہے بلکہ قول تنجیس پر دلیل اصلاً ظاہر نہیں۔

وقد سمعت قول الغنیۃ لعدم الدلیل علی نجاسۃ العین[4] اھ وقد اعترف بذلک الائمۃ الشافعیۃ قال فی البحر ولقد انصف النووی حیث قال فی شرح المہذب واحتج اصحابنا باحادیث لادلالۃ فیہا فترکتہا لانی التزمت فی خطبۃ الکتاب الاعراض عن الدلائل

تو نے غنیہ کا قول سنا ہے کہ نجاستِ عین پر کوئی دلیل نہیں۔ اھ شافعی ائمہ نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ بحرالرائق میں فرمایا امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مہذب میں یہ کہہ کر انصاف سے کام لیا کہ ہمارے اصحاب نے ایسی احادیث کو دلیل بنایا جن میں کوئی دلالت نہیں پس میں نے ان کو چھوڑ دیا کیونکہ میں نے خطبۂ کتاب

---

[1] ردالمحتار فصل فی البئر مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۶۶

[2] العقود الدریۃ فائدۃ تتعلق باداب المفتی (حاجی عبدالغفار وپسران ارگ بازار قندھار افغانستان) ۱/۳

[3] غنیۃ المستملی قبیل واجبات الصلوٰۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۹۵

[4] 〃 〃 فصل فی البئر 〃 〃 〃 ص ۱۵۹

الواهیة اھ[1] وقال الامام العارف الشعرانی الشافعی فی میزان الشریعة الکبری سمعت سیدی علیا الخواص رحمه الله تعالٰی یقول لیس لنا دلیل علی نجاسة عین الکلب الا ما نهی عنه الشارع من بیعه او اکل ثمنه اھ[2]

میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ کمزور دلائل سے اعراض کروں گا اھ امام عارف شعرانی شافعی رحمہ اللہ نے میزان الشریعۃ الکبرٰی میں فرمایا کہ میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ سے سنا آپ فرماتے تھے ہمارے پاس کتے کے نجس عین ہونے پر اس کے سوا کوئی دلیل نہیں کہ شارع علیہ السلام نے اس کی خرید و فروخت اور اس کی قیمت کھانے سے منع فرمایا اھ (ت)

اقول ای ولا یتم ایضا فان الشارع صلی الله تعالٰی علیه وسلم قد نهی عن بیع اشیاء وانما نهاوهی طاهرة العین وفاقا اخرج الائمة احمد والستة عن جابر رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان الله ورسوله حرم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والاصنام[3] ولاحمد ومسلم والاربعة والطحاوی والحاکم عنه رضی الله تعالٰی عنه ان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم نهی عن ثمن الکلب والسنور[4] علی ان علماءنا قد بینوا ان ذلك کان حین کان الامر بقتل الکلاب ولم یکن یحل لاحد امساك شیئ منها فنسخ بنسخه[5] کما حققه الامام

اقول یہ دلیل بھی تام نہیں کیونکہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض چیزوں کی خرید و فروخت اور ان کی قیمت لینے سے منع فرمایا حالانکہ ان کا عین بالاتفاق پاک ہے امام احمد اور اصحاب صحاح ستہ نے بواسطہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ احمد، مسلم، اصحاب اربعہ، طحاوی اور حاکم رحمہم اللہ انہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے اور بلی کی قیمت لینے سے منع فرمایا۔ علاوہ ازیں ہمارے علما فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت تھا جب کتے کو قتل کرنے کا حکم تھا اور کسی کے لیے اس میں سے

---

[1] البحر الرائق — کتاب الطہارت — مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی — ۱/۱۰۶
[2] المیزان الکبرٰی — باب النجاسۃ — مطبوعہ مصطفی البابی مصر — ۱/۱۱۴
[3] صحیح البخاری — باب بیع المیتۃ والاصنام — مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی — ۱/۲۹۸
[4] شرح معانی الآثار — باب ثمن الکلب — مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی — ۲/۲۵۱
[5] ایضاً ۲/۲۴۸

ابوجعفر الطحاوی فی شرح معانی الاٰثار۔ پھر روک رکھنا جائز نہ تھا پس اس (قتل) کے منسوخ ہونے سے یہ بھی منسوخ ہوگیا جیسا کہ امام ابوجعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اس کی تحقیق فرمائی ہے۔ (ت)

خامساً اگر دلائل میں تعارض بھی ہو تو مرجع اصل ہے

کما نصوا علیہ فی الاصول وتشبثوا بہ فی مسائل الاسرار بالتامین وترک رفع الیدین وغیرھما۔

جیسا انہوں نے اسے اصول میں بیان کیا اور آہستہ آمین کہنے اور ترکِ رفع یدین جیسے مسائل میں اس کو اختیار کیا۔ (ت)

اور اصل تمام اشیا میں طہارت ہے

حتی الخنزیر فانہ من المنی والمنی من الدم والدم من الغذاء والغذاء من العناصر والعناصر طاھرۃ حتی لولم یرد الشرع بتنجیس عینہ بقی علی اصلہ فی المیزان[1] الاصل فی الاشیاء الطہارۃ وانما النجاسۃ عارضۃ فانھا صادرۃ عن تکوین اللہ تعالٰی القدوس الطاھر الخ وفی الطریقۃ والحدیقۃ ص ان الطہارۃ فی الاشیاء اصل ش لان اللہ تعالٰی لم یخلق شیئا نجسا من اصل خلقتہ ص و ش انما ص النجاسۃ عارضۃ ش فاصل البول ماء طاھر وکذلک الدم والمنی والخمر عصیر طاھر ثم عرضت النجاسۃ[2] اھ ملخصا ولذا قال فی الغنیۃ ھٰھنا والاصل عدمھا[3] ای عدم النجاسۃ کما مر۔

حتی کہ خنزیر بھی، کیونکہ وہ منی سے ہے، منی خون سے، خون غذا سے اور غذا عناصر سے اور عناصر پاک ہیں حتی کہ اگر شریعت اسے نجس عین قرار نہ دیتی تو وہ اپنی اصل پر باقی رہتا۔ میزان میں ہے اشیاء میں اصل طہارت ہے اور نجاست لاحق ہوتی ہے یعنی اللہ تعالٰی پاک وطاہر کے حکم سے صادر ہوتی ہے الخ۔ الطریقۃ المحمدیہ اور الحدیقۃ الندیہ میں ہے (متن) اشیاء میں اصل طہارت ہے۔ (شرح) کیونکہ اللہ تعالٰی نے اصل تخلیق میں کسی چیز کو نجس پیدا نہیں کیا (متن) نجاست عارضی ہے (شرح) پس پیشاب کا اصل پاک پانی ہے، اسی طرح خون، منی اور شراب پاک رس ہے پھر نجاست لاحق ہوئی اھ ملخصا اسی لیے غنیہ میں اس مقام پر فرمایا اور اصل عدمِ نجاست ہے جیسا کہ گزر گیا۔ (ت)

---

[1] المیزان الکبرٰی باب النجاسۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۱۴

[2] الحدیقۃ الندیۃ النوع الرابع تمام انواع الادلۃ فی بیان اختلاف الفقہاء فی امر الطہارۃ والنجاسۃ الخ مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۱۳-۷۱۲

[3] غنیۃ المستملی فصل فی البئر مطبوعہ سہیل اکیڈمی۔ لاہور ص ۱۵۹

سادساً اسی میں تیسیر ہے

لاسیما علی من ابتلی باقتنائه لصید او زرع اوماشیة والتیسیر محبوب فی نظر الشارع یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر[1] وقال صلی الله علیه وسلم ان الدین یسر الحدیث[2] رواه البخاری والنسائی عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه وقال صلی الله تعالٰی علیه وسلم یسروا ولا تعسروا[3] رواه احمد والشیخان والنسائی عن انس بن مالك رضی الله تعالٰی عنه۔

خصوصاً جو شخص شکار، کھیتی باڑی یا جانوروں کی حفاظت کے لیے اس کے رکھنے پر مجبور ہو اور شارع کی نظر میں آسانی محبوب ہے (ارشادِ خداوندی ہے) اللہ تعالٰی تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے تنگی نہیں چاہتا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک دین آسان ہے" (الحدیث) اسے امام بخاری اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو" اس حدیث کو امام احمد، بخاری و مسلم اور نسائی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

سابعاً بہت قائلانِ تنجیس کے اقوال خود مضطرب ہیں کہیں نجاست عین پر حکم فرماتے کہیں طہارت عین کا پتا دیتے بلکہ صاف تصریح کرتے ہیں جس مبسوط شمس الائمہ سرخسی کے مسائل الآسار میں ہے:

الصحیح من المذھب عندنا ان عین الکلب نجس[4]۔

ہمارے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ کتے کا عین نجس ہے۔ (ت)

اُسی کے باب الحدث میں ہے:

جلد الکلب یطھر عندنا بالدباغ خلافا للحسن والشافعی لان عینه نجس عندھما ولکنا نقول الانتفاع به مباح حالة الاختیار فلو کان عینه نجسا لما ابیح الانتفاع به[5]۔

ہمارے نزدیک کتے کا چمڑا دباغت سے پاک ہوجاتا ہے امام حسن اور امام شافعی رحمہما اللہ کا اس میں اختلاف ہے کیونکہ ان کے نزدیک اس کا عین ناپاک ہے لیکن ہم کہتے ہیں حالتِ اختیار میں اس سے نفع حاصل کرنا جائز ہے پس اگر اس کا عین ناپاک ہوتا تو اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہ ہوتا۔ (ت)

---

[1] القرآن ۲/۱۸۵

[2] صحیح البخاری باب الدین یسر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰

[3] صحیح البخاری باب امر الوالی اذا وجہ امیرین الی موضع الخ " " " ۲/۱۰۶۳

[4] المبسوط للسرخسی سؤر مالایؤکل لحمہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۴۸

[5] " جلد المیتۃ واحکامہ " " " ۱/۲۰۲

اُسی کی کتاب الصید میں ہے :

بھذا یتبین انہ لیس بنجس العین[1] — اس سے واضح ہُوا کہ یہ نجس عین نہیں ۔ (ت)

جس فتاوٰی ولوالجیہ میں مسئلہ تنجس ثوب بانتفاض قلب بیان کیا،

قال فی البحر ولا یخفی ان ھذا علی القول بنجاسۃ عینہ[2] — بحرالرائق میں فرمایا مخفی نہ رہے کہ یہ بات (کتے کے جھاڑنے سے کپڑے کا ناپاک ہونا) اس کے نجس عین ہونے کا قائل ہونے کی بنیاد پر ہے (ت)

اُسی میں مثل تجنیس مسئلہ جواز صلاۃ مع قلادۃ اسنان کلب بیان فرمایا ۔

قال فی البحر ولا یخفی ان ھذا کلہ علی القول بطھارۃ عینہ[3] ۔ — بحرالرائق میں فرمایا مخفی نہ رہے یہ سب کچھ اس کا عین پاک ہونے کی بنیاد پر ہے ۔ (ت)

جس ایضاح میں عبارت مبسوط شیخ الاسلام فی روایۃ لایطھر وھوالظاھر من المذھب (ایک روایت میں ہے پاک نہیں ہوتا اور یہی ظاہر مذہب ہے ۔ ت) نقل کرکے خود اپنے متن اصلاح کے قول الا جلد الخنزیر والآدمی (مگر خنزیر اور آدمی کی کھال ۔ ت) پر اعتراض فرمایا الحصر المذکور علی خلاف الظاھر (حصر مذکور، ظاہر کے خلاف ہے ۔ ت) اُسی کی کتاب البیوع میں فرمایا :

صح بیع الکلب خلافا للشافعی لانہ نجس العین عندہ لاعندنا لانہ ینتفع بہ[4] ۔ — کتے کی خرید و فروخت صحیح ہے اس میں امام شافعی کا اختلاف ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ نجس عین ہے ہمارے نزدیک نہیں کیونکہ اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے ۔ (ت)

جن درر وغرر میں وہ فرمایا تھا کہ الکلب نجس العین[5] الخ (کتا نجس عین ہے الخ ۔ ت) اُنھی کی بیوع میں ہے :

صح بیع کل ذی ناب کالکلب لانہ مال — کتے کی طرح ہر دانت والے جانور کی خرید و فروخت

---

[1] المبسوط للسرخسی — ثمن کلب الصید — مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۱/۲۳۵

[2] البحرالرائق — کتاب الطہارۃ — " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲

[3] " — " — " " " " ۱/۱۰۳

[4] ایضاح واصلاح

[5] دررالحکام فی شرح غررالاحکام — فرض الغسل — مطبوعہ کامل الکائنہ فی دارالسعادۃ ۱/۲۴

متقوم الا الخنزیر لانه نجس العین[1] اھ ملخصا

جائز ہے کیونکہ وہ مال متقوم ہے سوائے خنزیر کے، کیونکہ وہ نجس عین ہے اھ ملخصا (ت)

جس خزانۃ المفتین میں ہے عینہ نجس (اس کا عین ناپاک ہے۔ ت) اُسی میں ہے: سنہ لیس بنجس[2] (اس کا دانت ناپاک نہیں ہے۔ ت)

جس خانیہ میں مسائل متقدمہ شعر و انتقاض فرمائے اور فرمایا:

اذا امشی کلب علی ثلج یصیر الثلج نجسا وکذا الطین والردغۃ[3] اھ ملخصا۔

کتا برف پر چلے تو برف ناپاک ہوجائے گی، اسی طرح مٹی اور گارا بھی اھ ملخصا (ت)

یہاں تک کہ حلیہ وغنیہ و بحر الرائق میں واقع ہوا،

واللفظ للبحر اختار قاضی خان فی الفتاوی نجاسۃ عینہ وفرع علیہا فروعا[4] اھ

الفاظ بحر الرائق کے ہیں کہ قاضی خان نے اپنے فتاوٰی میں اس کے نجس عین ہونے کو اختیار کیا اور اس کو کئی مسائل کی بنیاد بنایا اھ (ت)

اُسی خانیہ میں فرمایا، سنہ غیر نجس (اس کا دانت ناپاک نہیں ہے۔ ت) اور فرمایا:

لوصلی وفی عنقہ قلادۃ فیہا سن کلب او ذئب یجوز صلاتہ[5]

اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کے گلے میں ایسا ہار ہو جس میں کتے یا بھیڑیے کے دانت ہوں، تو اس کی نماز جائز ہے (ت)

اور فرمایا:

ان کان فی کمہ ثعلب او جرو کلب لا تجوز صلاتہ لان سؤرہ نجس لا یجوز بہ التوضؤ[6]

اگر اس کی آستین میں لومڑی یا کتے کا بچہ ہو تو اس کی نماز جائز نہیں کیونکہ اس کا جھوٹا ناپاک ہے تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔ (ت)

---

[1] درر الحکام فی شرح غرر الاحکام کتاب البیوع مسائل شتی مطبوعہ کامل الکائنہ فی دار السعادۃ ۲/۱۹۸
[2] خزانۃ المفتین
[3] فتاوٰی قاضی خان فصل فی النجاسۃ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۱۱
[4] البحر الرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱
[5] فتاوٰی قاضی خان فصل فی النجاسۃ ؍؍ نولکشور لکھنؤ ۱/۱۰
[6] ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۱/۱۱

بلکہ صاف واضح فرمادیا کہ اُس کی نجاست عین کے یہ معنے ہیں کہ اس کا مادّہ نجاسات ہیں لہذا اس کا بدن غالباً ناپاک ہوتا ہے۔

حیث قال ینزح کل الماء اذا وقع فیہا کلب او خنزیر مات او لم یمت اصاب السماء فم الواقع او لم یصب اما الخنزیر فلان عینہ نجس والکلب کذلک و لہذا لو ابتل الکلب وانتفض فاصاب ثوبا اکثر من قدر الدرہم افسدہ لان مأواہ النجاسات و سائر السباع بمنزلۃ الکلب[۱] اھ ملخصا۔

جہاں فرمایا کہ جب اس میں کتّا یا خنزیر گر جائیں تو تمام پانی نکالا جائے چاہے وہ مریں یا نہ، اور گرنے والے کا منہ پانی کو پہنچے یا نہ۔ خنزیر اس لیے کہ وہ نجس عین ہے اور کتّا بھی اسی طرح ہے، اس لیے اگر کتّا تر ہو جائے اور اپنے آپ کو جھاڑے اور یہ (پانی) درہم سے زیادہ کپڑے کو پہنچے تو اسے ناپاک کر دے گا کیونکہ اس کا ٹھکانا نجاستیں ہیں اور تمام درندے کتے کی طرح ہیں اھ تلخیص (ت)

اور اسی باب سے ہے عامہ کتب مذہب کا اتفاق کہ کلیۃ کل اھاب دبغ طاھر (ہر وہ چمڑا جسے دباغت دی جائے پاک ہو جاتا ہے۔ ت) سے سوا خنزیر کے کسی جانور کا استثناء نہیں فرماتے، فقیر کی نظر سے نہ گزرا کہ کسی کتاب میں یہاں والکلب بھی فرمایا ہو اگرچہ دوسری جگہ طہارت جلد کلب میں خلاف نقل کریں و باللہ التوفیق۔

واما التزییف فاقول اولا (رہا اس کا کھوٹا پن! تو میں کہتا ہوں، **اولا**۔ ت)

امر بالقتل سے تحریم پر استدلال تو ایک طریق ہے مگر نجاست عین پر اُس سے احتجاج محض باطل وصحیح احادیث میں سانپ بچھو چیل کوّے چوہے چھپکلی گرگٹ وغیرہا اشیائے کثیرہ کے قتل کا حکم ہے یہاں تک کہ احرام میں حتی کہ حرم میں پھر کیا یہ سب اشیا نجس العین ہوں گی۔

ھذا المیقل بہ احد اخرج الائمۃ مالک و احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ عن ابن عمر والبخاری ومسلم والنسائی والترمذی وابن ماجۃ عن ام المؤمنین الصدیقۃ و ابوداؤد بسند

اس کا کوئی بھی قائل نہیں امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ (رحمہم اللہ تعالٰی) نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہما سے، ابوداؤد

---

[۱] فتاوٰی قاضی خان فصل فی ما یقع فی البئر مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۵

حسن عن ابی ہریرۃ و احمد باسناد حسن
عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کلھم
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خمس
من الدواب لیس علی المحرم فی قتلھن
جناح الغراب والحداۃ والعقرب والفارۃ
والکلب العقور[۱] وفی حدیث ابن عباس خمس
کلھن فاسقۃ یقتلھن المحرم ویقتلن فی
الحرم وعد الحیۃ بدل الحداۃ[۲] وفی احدی
روایات الصدیقۃ الحیۃ مکان العقرب[۳]
احمد والشیخان وابوداود والترمذی
وابن ماجۃ عن ابن عمر عن النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اقتلوا الحیات اقتلوا
ذاالطفیتین والابتر الحدیث[۴] ابوداود والنسائی
عن ابن مسعود والطبرانی فی الکبیر
عن جریر بن عبداللہ البجلی وعن عثمان
بن ابی العاص بسند صحیح عن النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اقتلوا الحیات
کلھن فمن خاف ثارھن فلیس منا[۵]
ابوداود والترمذی والنسائی وابن حبان
والحاکم عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الکبیر

نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اور احمد نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا ان سب نے سرکار دوعالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ مُحرِم پر پانچ جانوروں
کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں، کوا، چیل، بچھو،
چُوہا اور کاٹ کھانے والا کتا۔ حضرت ابن عباس کی روایت
میں ہے پانچ جانور تمام کے تمام فاسق ہیں مُحرِم ان کو قتل
کرے، اور انہیں حرم میں بھی قتل کیا جائے، انہوں نے چیل
کی جگہ سانپ کو شمار کیا ہے۔ ام المومنین صدیقہ
رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں بچھو کی جگہ سانپ کا
ذکر ہے۔ امام احمد، شیخان (بخاری ومسلم)، ابوداؤد،
ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالیٰ، حضرت عبداللہ
ابن عمر کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہیں آپ نے فرمایا: سانپوں کو قتل کرو گرگل کے
پتوں جیسے نشانات والے سانپ اور دُم کٹے سانپ
کو قتل کرو (الحدیث) ابوداؤد اور نسائی نے حضرت
عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے کبیر
میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی اور حضرت عثمان ابن ابی
العاص رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا تمام

---

[۱] صحیح البخاری — باب مایقتل المحرم من الدواب — مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی — ۱/۲۴۶
[۲] مسند احمد بن حنبل — عن ابن عباس رضی اللہ عنہ — " دارالفکر بیروت — ۱/۲۵۷
[۳] سنن ابن ماجہ — مایقتل المحرم — مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی — ص ۲۳۰
[۴] سنن ابی داود — باب قتل الحیات — " آفتاب عالم پریس لاہور — ۲/۳۵۶
[۵] " " " — " مجتبائی پاکستان لاہور — ۲/۳۵۶

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا الاسودین فی الصلاۃ الحیۃ والعقرب[1] وایضا ھذا عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا الوزغ ولو فی جوف الکعبۃ[2] احمد عن ابن مسعود بسند صحیح عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قتل حیۃ فکانما قتل رجلا مشرکا قد حل دمہ[3] احمد وابن حبان بسند صحیح عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قتل حیۃ فلہ سبع حسنات ومن قتل وزغا فلہ حسنۃ[4]۔

سانپوں کو مارو، جو شخص ان کی طرف سے حملے کا خوف رکھے وہ ہم میں سے نہیں۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے کبیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ (آپ نے فرمایا) نماز میں دو سیاہ جانوروں سانپ اور بچھو کو ہلاک کرو، نیز انہوں نے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گرگٹ کو قتل کرو اگرچہ کعبہ شریف کے اندر ہو۔ امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا "جو شخص سانپ کو مارے گویا اس نے ایسے مشرک مرد کو قتل کیا جس کا خون (بہانا) حلال ہوچکا تھا۔ امام احمد اور ابن حبان نے صحیح سند کے ساتھ انہی کی روایت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا "جس نے سانپ کو قتل کیا اس نے سات نیکیاں پائیں جس نے گرگٹ کو ہلاک کیا اس کے لیے ایک نیکی ہے۔" (ت)

ثامنیاً رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثۃ لا تقربھم الملٰئکۃ الجنب والسکران والمتضمخ بالخلوق[5] رواہ البزار باسناد صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

تین آدمیوں کے قریب (رحمت کے) فرشتے نہیں جاتے جنبی، نشے والا اور خلوق (ایک قسم کی خوشبو) لگانے والا۔ بزار نے اسے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

اس حدیث میں مست نشہ کو بھی فرمایا کہ ملائکہ اس کے پاس نہیں آتے، کیا مدہوش نجس العین ہے۔

۱؎ سنن ابی داؤد باب العمل فی الصلوٰۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۳۳
۲؎ المعجم الکبیر حدیث ۱۱۴۹۵ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۲۰۲
۳؎ مسند الامام احمد بن حنبل عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱/ ۳۹۵
۴؎ " " " " " " ۱/ ۴۲۰
۵؎ مجمع الزوائد باب ماجاء فی الخمر ومن یشربھا مطبوعہ دارالکتاب بیروت ۵/ ۷۲

ثالثاً ولوغ کلب سے غسل اناء بلکہ مبالغۃً تسبیع و تثمین و ترتیب کو بھی تنجیس عین سے اصلاً علاقہ نہ ہونا اجلی بدیہیات سے ہے۔

وقد اغرب الشوکانی فی نیل الاوطار فجعله حجۃ زاعما انہ اذا کان لعابہ نجسا وھو عرق فمہ ففمہ نجس ویستلزم نجاسۃ سائر بدنہ و ذلک لان لعابہ جزء من فمہ وفمہ اشرف مافیہ فبقیۃ بدنہ اولی اھ[1]۔

شوکانی نے نیل الاوطار میں عجیب بات کرتے ہوئے اسے حجت قرار دیا ہے ان کا خیال ہے کہ جب اس کا لعاب ناپاک ہے اور وہ منہ کا پسینہ ہے تو اس کا منہ بھی ناپاک ہوگا اور یہ تمام بدن کی نجاست کو مستلزم ہے یہ اس لیے کہ اس کا لعاب اس کے منہ کا ایک جزء ہے اور منہ اس کے جسم کا اشرف حصہ ہے، پس باقی بدن تو بدرجۂ اولٰی ناپاک ہوگا۔ اھ (ت)

اقول ھذا کما تری یساوی ھزلا و یتساوک ھُزلا فان کون اللعاب جزء الفم مما لایتفوہ بہ صبی عاقل فضلا عن فاضل ثم ھو انما یتولد من داخل لا من الجلد فانما یدل علی نجاسۃ اللحم دون العین ثم لو تم لدل علی نجاسۃ عین کل ما سؤرہ نجس وھو باطل۔

اقول یہ بات جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو مذاق کے برابر ہے اور کمزوری کے باعث متزلزل ہے کیونکہ لعاب کا منہ کا جزء ہونا کسی عقلمند بچے کا قول بھی نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ ایک فاضل یہ کہے، پھر یہ (لعاب) اندر سے پیدا ہوتا ہے جلد سے نہیں، اور یہ گوشت کی نجاست پر دلالت کرتا ہے عین کے نجس ہونے پر نہیں، پھر اگر ان کی بات صحیح بھی ہو تو یہ ہر اس چیز کے عین نجس ہونے پر دلالت کرے گی جس کا جھوٹا ناپاک ہے حالانکہ یہ باطل ہے۔ (ت)

رابعاً حدیث انھا لیست بنجس انھا من الطوافین علیکم والطوافات[2] (یہ ناپاک نہیں کیونکہ تمہارے پاس چکر لگانے والوں اور آنے جانے والیوں میں سے ہے۔ ت) حدیث حسن صحیح ہے

اخرجہ الائمۃ مالك واحمد والاربعۃ وابن حبان والحاکم وابن خزیمۃ وابن مندۃ فی صحاحھم عن ابی قتادۃ وابوداود والدار قطنی

ائمہ حدیث امام مالک، احمد، ائمہ اربعہ (بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ) ابن حبان، حاکم، ابن خزیمہ اور ابن مندہ نے اپنی صحاح میں حضرت ابو قتادہ

---

[1] نیل الاوطار باب آسار البہائم مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۷

[2] سنن ابی داود باب سور الھرۃ 〃 آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۰

عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

رضی اللہ عنہ سے نیز ابوداؤد اور دارقطنی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا (ت)

مگر یہ حدیث ابی ہریرہ کا تتمہ نہیں نہ اس میں مقابلۂ کلب ہے کہ اس میں نفیِ نجاست سے اُس میں اثبات ہو حدیث ابی ہریرہ جس کے طریق مطول میں ذکر قصہ ومقابلہ بالکلب ہے اُس کا تتمہ یا طرق مختصرہ کی تمام حدیث احمد واسحٰق بن راہویہ و ابوبکر بن ابی شیبہ و دارقطنی وحاکم وعقیلی سب کے یہاں اسی قدر ہے کہ

الھر یا السنور سبع[1] فرواہ الاربعۃ الاول من طریق وکیع عن سعید بن المسیّب عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الھر سبع[2] ورواہ الدارقطنی من جھۃ محمد بن ربیعۃ عن سعید عن ابی زرعۃ وھو مطولا بالقصۃ والحاکم من حدیث عیسٰی بن المسیّب ثنا ابوزرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم السنور سبع[3] وقال العقیلی فی ترجمۃ عیسٰی بن المسیّب من کتاب الضعفاء حدثنا محمد بن زکریا البلخی نا محمد بن ابان و محمد بن الصباح قالا ثنا وکیع نا عیسی بن المسیب عن ابی زرعۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

(الھر یا السنور فرمایا) بلّی درندہ ہے پہلے چار نے اسے وکیع سے انہوں نے حضرت سعید بن مسیّب سے، انہوں نے ابوزرعہ سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلّی درندہ ہے۔ دارقطنی نے محمد بن ربیعہ سے انہوں نے حضرت سعید سے انہوں نے حضرت ابوزرعہ سے روایت کیا، اس کا قصہ طویل ہے، حاکم نے عیسٰی بن مسیّب کی روایت سے نقل کیا وہ فرماتے ہیں ہم سے ابوزرعہ نے بیان کیا انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بلّی درندہ ہے"۔ عقیلی نے کتاب الضعفاء میں عیسٰی بن مسیّب کا ترجمہ (تعارف) نقل کرتے ہوئے کہا ہم سے محمد بن زکریا بلخی نے بیان کیا ان سے محمد بن ابان اور محمد بن صباح نے بیان کیا وہ دونوں فرماتے ہیں ہم سے وکیع نے وہ فرماتے ہیں ہم سے عیسٰی بن مسیّب نے بواسطہ ابوزرعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ رسول اکرم

[1] مصنف ابن ابی شیبہ من قال لایجزئ ولغسل منہ الاناء مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/۳۲

[2] مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۲۷

عليه وسلم وذكر الهر وقال هي سبع[1] اھ فلعل العلامة الدميري شُبّه عليه فانتقل ذهنه في تتمة هذا الحديث الى ذالك هذا في لفظ الهرة و قد ذكره على الصواب في لفظ السنور فقال روى الحاكم عن ابي هريرة رضي الله تعالٰى عنه قال كان النبي صلى الله تعالٰى عليه وسلم يأتي دار قوم من الانصار فساق الحديث الى قوله فقال السنور سبع[2] اھ **فانقلت** ربما يتحصل لنا المقصود بهذا اللفظ ايضا فان الحديث قد علل زيارة اهل بيت عندهم هرة دون الذين عندهم كلب بانها سبع فدل على ان الكلب اخبث من السبع وقد تقرر عندنا نجاسة اسآر سائر السباع فلو كانت هي ايضا قصارى الامر في الكلاب غير متعدية من اللعاب على الاهاب لم يكن لهذا التعليل معنى **قلت** نعم يدل على زيادة شيئ في الكلب على سائر السباع ولكن ما فيه من عدم دخول الملٰئكة بيتا هو فيه اما خصوص الفرق بنجاسة العين

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر انہوں نے بلّی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "یہ درندہ ہے" اھ شاید علامہ دمیری کو شبہہ ہوگیا اور ان کا ذہن اس حدیث کے تتمہ پر اس بات کی طرف منتقل ہوگیا۔ یہ تو لفظ "ھرۃ" میں ہے لیکن انہوں نے لفظ "سنور" کو صحیح قرار دیتے ہوئے ذکر کیا، فرماتے ہیں حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قوم انصار کے گھر تشریف لاتے تھے پھر وہ حدیث بیان کرتے ہُوئے یہاں تک پہنچے، آپ نے فرمایا بلّی درندہ ہے اھ اگر تم کہو کہ کبھی یہاں اس لفظ سے بھی مقصود حاصل ہوجاتا ہے کیونکہ جن کے ہاں بلّی ہو وہاں جانا صحیح ہے جہاں کتا ہو وہاں نہیں۔ حدیث شریف میں اس کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ ایک درندہ ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کتا درندوں سے بھی زیادہ خبیث ہے۔ اور ہمارے نزدیک تمام درندوں کے پس خوردہ کی نجاست ثابت ہوچکی ہے۔ پس اگر کتے کے بارے میں بھی صرف اتنی ہی بات ہو اور وہ لعاب سے چمڑے کی طرف متعدی نہ ہو تو اس تعلیل کا کوئی مطلب نہ ہوگا (قلت) ہاں کتے میں باقی درندوں سے زائد چیز پر دلالت موجود ہے وُہ یہ کہ کتے کے بارے میں ہے جس گھر میں یہ ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے ___ لیکن نجاست عین کے ساتھ خصوصی فرق ہرگز نہیں، جو

[1] کتاب الضعفاء الکبیر فی ترجمہ عیسٰی بن المسیب مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۳۸۷
[2] حیاۃ الحیوان تحت لفظ السنور مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی مصر ۱/ ۵۲۶

29
29

فکلام من ادعی فعلیه الدلیل ولعل تعلیلی هذا احسن من تعلیل الطیبی بان الکلب شیطان[1] کما نقله فی مجمع بحار الانوار واقرہ فان ذلك انما ورد فیما نعلمه فی الکلب الاسود کما فی حدیث قطع الصلاۃ عند احمد والستۃ الا البخاری عن عبداللہ بن الصامت عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنه وفیه فانه یقطع صلاته المرأۃ والحمار والکلب الاسود قلت یا اباذر ما بال الکلب الاسود من الکلب الاحمر من الکلب الاصفر قال یا ابن اخی سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم کما سألتنی فقال الکلب الاسود شیطان[2] ولاحمد عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنها عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم الکلب الاسود البهیم الشیطان[3] وقد دل السؤال والجواب ان القید ملحوظ وان غیر الاسود عن ذلك محفوظ۔

دعوٰی کرے اس کے ذمہ دلیل ہے اور شاید میری یہ تعلیل، طیبی کی تعلیل کہ کتا شیطان ہے سے زیادہ اچھی ہے جیسا کہ انہوں نے مجمع بحار الانوار میں نقل کرکے اسے برقرار رکھا۔ ہمارے علم کے مطابق یہ بات سیاہ کتے کے بارے میں آئی ہے جیسا کہ نماز توڑنے سے متعلق حدیث میں ہے جسے امام احمد نے اور بخاری کے سوا اصحاب ستہ کے دیگر ائمہ نے بواسطہ حضرت عبداللہ بن صامت، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں ہے کہ "آدمی کی نماز عورت، گدھے اور سیاہ کتے کے گزرنے سے ٹوٹ جاتی ہے"، میں نے عرض کیا اے ابوذر سیاہ کتے کی کیا خصوصیت ہے جو سرخ اور زرد کو حاصل نہیں۔ انہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! میں نے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری طرح سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا "سیاہ کتا شیطان ہے"۔ امام احمد، حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا: "نہایت سیاہ کتا شیطان ہے"۔ سوال وجواب اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ (رنگ کی) قید ملحوظ ہے اور غیر سیاہ کتا اس (حکم) سے محفوظ ہے۔ (ت)

فان قلت ما یدریك لعل الکلب الذی کان فی بیتهم کان اسود

اگر تم کہو کہ تمہیں کیا معلوم شاید وہ کتا جو ان کے گھروں میں تھا سیاہ رنگ کا ہو؟ میں کہتا ہوں تمہیں

---

[1] مرقات المفاتیح باب السترۃ فصل اول مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۲۲۵
[2] الصحیح لمسلم باب سترۃ المصلی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۷
[3] مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا دارالفکر بیروت ۶/۱۵۷

قلت ما یدریك لعله کان احمر او اصفر وبالجملة فالحدیث اقتصر فی معرض التعلیل علی وصف الکلبیة فلو کان العلة خصوص اللون لصرح به او اتی بلام العهد هذا ثم ان فی الحدیث تاویلا اٰخر افادہ ایضا الطیبی فقال هو استفهام انکار اھ فعلی هذا یکون المعنی اثبات السبعیة للکلب ونفیها عن الهر فیضمحل الاستدلال من اصله **اقول** لکن الحدیث فی بعض طرقه بلفظ ان السنور سبع کما فی المیزان فافهم۔[عہ]

کیا معلوم، شاید وُہ سرخ یا زرد رنگ کا ہو۔ بہرحال حدیث شریف میں صرف اس کا کتّا ہونا ہی دلیل بنے گا۔ اگر کوئی خصوصی رنگ علّت ہوتا تو اس کی تصریح فرماتے یا لامِ عہد لاتے، اسے اپنائیے، پھر حدیث میں ایک اور تاویل بھی ہے جس کا فائدہ بھی طیبی سے حاصل ہوا، انہوں نے فرمایا یہ استفہام انکاری ہے اھ پس اس بنیاد پر معنی یہ ہوگا کہ کتے کے لیے درندگی ثابت کرنا اور بلّی سے اس کی نفی کرنا ہے، لہٰذا استدلال سرے سے ہی ختم ہوجائیگا **اقول** لیکن حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں "ان السنور سبع" جیسا کہ میزان میں ہے۔ پس سمجھ لو۔ (ت)

خامساً عبارت شرح وقایہ سے استدلال عجیب ہے حالانکہ اسی کی بیوع میں یہاں تک تصریح ہے

صح بیع الکلب والفهد والسباع علمت (یعنی کتے، چیتے اور درندوں کی بیع جائز ہے، انہیں سکھایا جائے یا نہ۔ (ت)

اولا **ش** هذا عندنا وعند ابی یوسف رحمه الله تعالٰی لایجوز بیع الکلب العقور وعند الشافعی رحمه الله تعالٰی لایجوز بیع الکلب اصلا بناء علی انه نجس العین عنده[۲]۔

(شرح) یہ ہمارے نزدیک ہے اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک کاٹنے والے کتے کی بیع جائز نہیں جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک کتے کی بیع بالکل جائز نہیں، کیونکہ وہ ان کے نزدیک نجس عین ہے۔ (ت)

بالجملہ قول اصح وارجح بلکہ ماخوذ ومعمول ومفتی بہ وہی طہارت عین ہے تو جتنے امور بربنائے نجاست عین مانے جاتے ہیں سب خلافِ معتمد ومخالفِ قولِ مختار ورشید ہیں لاجرم فتح میں فرمایا:

ماذکر فی الفتاوی من التنجس من وضع

فتاوٰی میں جو مذکور ہے کہ برف یا کیچڑ میں جہاں

عہ یشیر الی ان لیس بنص فی عدم حذف الهمزة ۱۲ (م)

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ لفظ "ان" ہمزہ کے حذف نہ ہونے میں نص نہیں۔ (ت)

[۱] مجمع بحار الانوار

[۲] شرح الوقایہ، مسائل شتی مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/۸۴

رجلہ موضع رجل کلب فی الثلج او الطین ونظائرہ ھذہ مبنی علی روایۃ نجاسۃ عین الکلب ولیست بالمختارۃ[1]

کتے نے پاؤں رکھا وہاں پاؤں رکھا جائے تو ناپاک ہوجاتا ہے، اور اس قسم کی دُوسری باتیں کتے کے نجس عین ہونے پر مبنی ہیں اور یہ بات مختار نہیں (ت)

حلیہ میں فرمایا:

الکثیرعلی انہ لیس نجس العین وعلی ھذا فیکون الصحیح عند الکثیر انہ لا ینزح اذا اخرج ولم یصب الماء فمہ کما ھومعزو الی ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ[2]

بہت سے فقہا کے نزدیک یہ نجس عین نہیں لہذا اس بنیاد پر زیادہ لوگوں کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جب کتا (پانی سے) نکالا جائے اور اس کا منہ پانی تک نہ پہنچا ہو تو (کنویں سے) پانی نہیں نکالا جائے گا، یہ بات امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف منسوب ہے۔ (ت)

پس عندالتحقیق اُس کے بال بھی پاک، کھال بھی پاک، ذبح و دباغت باعث تطہیر جلد علی القول المتفق علیہ عندنا واللحم ایضا علی اضعف المصحیحین (اس قول کے مطابق جو ہمارے نزدیک متفق علیہ ہے اور دو تصحیحوں سے کمزور تر تصحیح کے مطابق گوشت بھی پاک ہے۔ ت) زندہ و مردہ، مذبوح وغیر مذبوح ہر حالت میں دانت پاک، ناخن پاک، اگر کنویں میں گرا اور زندہ نکل آیا اور بدن پر کوئی نجاست معلوم نہ تھی نہ لعاب پانی کو پہنچا تو پانی پاک، تطییبًا للقلب صرف بیس ڈول نکالے جائیں۔ کیچڑ وغیرہ پر چلا ہے اور وہیں آدمی برہنہ پا چلے تو پاؤں نجس نہ ہوں گے۔ پانی میں بھیگا ہُوا چٹائی پر لیٹے یا بدن جھاڑے اور اس کی چھینٹوں سے کپڑا وغیرہ تر ہو جائے ناپاک نہ ہوگا جب تک بدن پر نجاست نہ ہو۔ ان تمام فروع میں تو اصلاً کلام نہیں،

ووقع فی الدرلیس نجس العین وعلیہ الفتوی فیباع ویؤجر ویضمن ولا یفسد الثوب بعضہ مالم یر ریقہ ولا صلاۃ حاملہ ولوکبیرا وشرط الحلوانی شد فمہ[3] اھ ملخصا۔

درمختار میں ہے کہ نجس عین نہیں ہے اور اسی پر فتوٰی ہے پس اسے بیچا جاسکتا ہے، اجرت پر دیا جاسکتا ہے اور (ہلاکت کی صورت میں) اس کا تاوان لازم ہوگا اور اس کے کاٹنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا جب تک لعاب دکھائی نہ دے اسے اٹھا کر نماز پڑھنے والے کی نماز نہیں ٹوٹے گی اگرچہ بڑا ہو۔ حلوانی کے نزدیک اس کا منہ بندھا ہونا شرط ہے اھ تلخیص (ت)

---

[1] فتح القدیر آخر باب الانجاس مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر سندھ ۱/۱۸۶

[2] التعلیق المجلی حاشیۃ منیۃ المصلی فصل فی البئر مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۱۵

[3] درمختار باب المیاہ مطبوعہ مجتبائی دہلی بھارت ۱/۳۸

اقول امّا البیع فقد تقدّم الکلام علیه وھو الکلام فی الاجارۃ فانھا ایضا انما تعتمد حل الانتفاع واما عدم فساد الثوب مالم یبتل بلعابہ فقد اقرہ علی ھذا التفریع محشیہ العلامۃ الشامی و العبد الضعیف لایحصلہ فانہ ماش علی قول التنجیس ایضا قطعا لان الرجس لایعدی النجاسۃ الابلل ونجاسۃ ریقہ لاخلف فیہا فی المذھب فعدم النجاسۃ بسن یابس والتنجس بشفۃ رطبۃ کلاھما متفق علیہ لاجرم ان قال البحر فی البحر لایخفی ان ھذہ المسألۃ علی القولین[1] الخ ثم رأیت العلامۃ الطحطاوی نبہ علیہ معترفا ایضا من البحر واللّٰہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

اقول جہاں تک خرید و فروخت کا تعلق ہے تو اس پر کلام گزر چکا ہے اور اجارہ کے بارے میں بھی وہی حکم ہے کیونکہ اس کی بنیاد بھی تو انتفاع کا حلال ہونا ہے، لیکن کپڑے کا خراب نہ ہونا جب تک لعاب تر نہ ہو، اس پر اس کے محشی علامہ شامی نے اس تفریع کو برقرار رکھا ہے۔ یہ بندۂ ضعیف اسے نہیں مانتا کیونکہ وہ اس کے قطعی نجس ہونے کا بھی قائل ہے اور نجاست، رطوبت کے بغیر آگے متجاوز نہیں ہوتی اور تھوک کے نجس ہونے میں مذہب میں کوئی اختلاف نہیں پس خشک دانت کے ساتھ ناپاک نہ ہونا اور تر ہونٹ کے ساتھ ناپاک ہوجانا دونوں باتوں پر اتفاق ہے صاحبِ بحر نے بحرالرائق میں فرمایا مخفی نہ رہے کہ یہ مسئلہ دونوں قولوں کی بنیاد پر ہے الخ پھر میں نے دیکھا کہ علامہ طحطاوی نے بحر سے اس کا اعتراف کرتے ہوئے اس پر تنبیہ کی ہے واللہ سبحٰنہ وتعالٰی (ت)

باقی رہی وُہ فرع کہ اس کے حامل کی نماز ہوگی یا نہیں اگر کتّا خود آکر مصلی پر بیٹھ جائے جب تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں صحت نماز خاص اسی مذہب صحیح یعنی طہارت عین ہی پر مبتنی ہے قولِ نجاست پر نماز نہ ہوگی کہ اگرچہ کتّا خود آکر بیٹھا مگر وہ عین نجاست ہے تو مصلّی حاملِ نجاست ہوا اور قولِ طہارت پر ہوجائے گی کہ اب نجس ہے تو لعاب اور لعاب محمول کلب ہے نہ محمول مصلی اور حمل بالواسطہ یہاں معتبر نہیں جیسے ہوشیار بچّہ جس کے جسم و ثوب یقیناً ناپاک ہوں خود آکر مصلی پر بیٹھ جائے نماز جائز ہے اگرچہ ختم نماز تک بیٹھا رہے کہ اس صورت میں مصلی خود حاملِ نجاست نہیں اور جبکہ مذہب مفتٰی بہ طہارت عین ہے تو اس صورت میں جوازِ نماز بھی قطعاً مفتی بہ۔

فان مالایبتنی الاعلی الصحیح لایکون

جس چیز کی بنیاد صحیح ہو وہ بھی صحیح ہوتی ہے اور یہ

---

[1] البحرالرائق کتاب الطہارت مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۳

الاصحیحا وھذا کما تری من اجلی البدیھات۔

جیسا کہ تم دیکھتے ہو نہایت واضح باتوں میں سے ہے۔ (ت)

غنیہ[1] میں ہے:

(ان صلی ومعہ سنور تجوز) صلاتہ مطلقا ان جلس بنفسہ واذا لم یکن علی ظاھرہ نجاسۃ مانعۃ ان حملہ اما ان کان علیہ نجاسۃ مانعۃ اذ ذاک فلا تجوز صلاتہ کما لو حمل صبیا لا یستمسك بنفسہ وفی ثیابہ او بدنہ نجاسۃ مانعۃ لانہ حینئذ ھو الحامل للنجاسۃ بخلاف المستمسك فان المصلی لیس حاملا للنجاسۃ التی علیہ (بخلاف الکلب) اذا حملہ المصلی حیث لا تجوز صلاتہ لانہ حامل للنجاسۃ التی ھی لعابہ اما اذا جلس علیہ بنفسہ فعلی روایۃ انہ نجس العین کذلك لانہ حاملہ وھو نجاسۃ واما علی الروایۃ الصحیحۃ فینبغی ان تجوز صلاتہ لانہ غیر حامل للنجاسۃ کما فی الھرۃ ونحوھا علی ما سبق اھ ملخصا۔

اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس بلی تھی اس کی نماز مطلقاً جائز ہے اگر وہ خود بخود بیٹھی ہو، اور اگر اس نے اسے اٹھایا ہو تو اس صورت میں اس کے ظاہر پر اتنی نجاست نہ ہو جو مانع ہو (نماز جائز ہوگی) لیکن جب اس پر مانع کی حد تک نجاست ہو اس وقت نماز جائز نہیں جیسا کہ اگر اس نے بچہ اٹھایا ہو جو خود بخود ٹھہر نہیں سکتا اور اس کے کپڑوں یا بدن پر اتنی نجاست ہے جو نماز سے مانع ہے۔ کیونکہ اس وقت وہ خود نجاست اٹھانے والا ہوگا بخلاف اس کے جو خود بخود ٹھہر سکتا ہے اس صورت میں نمازی اپنے اوپر پائی جانے والی نجاست کو اٹھانے والا شمار نہیں ہوگا (بخلاف کتے کے) جب اسے اٹھایا ہو تو نماز جائز نہ ہوگی کیونکہ وہ اس کی نجاست یعنی لعاب کو اٹھائے ہوئے ہے۔ لیکن جب وہ خود بخود بیٹھ جائے تو اس روایت کی بنیاد پر کہ وہ نجس عین ہے اسی طرح ہے کیونکہ وہ اسے اٹھائے ہوئے ہے اور وہ نجاست ہے لیکن صحیح روایت کے مطابق مناسب ہے کہ اس کی نماز صحیح ہو کیونکہ وہ نجاست کو اٹھائے ہوئے نہیں، جیسا کہ بلی وغیرہ کے بارے میں گزر چکا ہے۔ (ت)

اور اگر خود مصلی ہی نے اسے لے کر نماز پڑھی یا نماز میں اٹھا لیا تو قول طہارت عین ہی پر اس صورت میں دو قول ہیں۔

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الآسار مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۹۱

اقول والسر فیه ان الابتناء علی شیئ له وجهان احدهما ان لا یبتنی الا علیه والاٰخر ان یکون هو احد ما یبتنی علیه والمبتنی علی الصحیح بالمعنی الاول صحیح قطعا وبالمعنی الاٰخر لا یجب ان یکون صحیحا لجواز ان یکون البعض الاٰخر مما یبتنی علیه غیر صحیح فلا یکون المبتنی صحیحا بسببه وعن هذا نقول ان صحة الفروع تستلزم صحة الاصل ولا عکس لان الاصل لازم اعم فثبوته غیر قاض بثبوت ملزومه۔

اقول اس میں راز یہ ہے کہ کسی چیز پر بنیاد رکھنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس کے علاوہ دوسری چیز پر بنیاد نہ ہو، اور دوسرا یہ کہ جن باتوں پر بنیاد رکھی گئی ہے، یہ ان میں سے ایک ہے پہلے معنی کے اعتبار سے جو چیز صحیح پر مبنی ہوگی وہ قطعی طور پر صحیح ہوگی اور دوسرے معنی کے اعتبار سے اس کا صحیح ہونا واجب نہیں کیونکہ جائز ہے کہ دوسرا البعض جس پر اس کی بنیاد ہے وہ غیر صحیح ہو لہذا اس کے سبب (فرع کی صحت) سے بنیاد کا صحیح ہونا لازم نہ ہوگا اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ فرع کی صحت اصل کے صحیح ہونے کو مستلزم ہے لیکن اس کا عکس نہیں کیونکہ اصل لازم اعم ہے پس اس کے ثبوت سے ملزوم کا ثبوت ضروری نہیں (ت)

اس قول پر اگرچہ عین کلب نجس نہیں مگر لعاب تو بالاتفاق نجس ہے اور اصل کلی یہ ہے کہ کوئی نجاست اپنے معدن میں حکم نجاست نہیں پاتی ورنہ نماز محال ہو کہ خود بدن مصلی خون وغیرہ سے کبھی خالی نہیں اب نظر علماء دو مسلک پر مختلف ہوئی:

مسلک اول: جن کی نظر میں لعاب جب تک منہ سے باہر نہ نکلے اپنے معدن میں ہے انہوں نے حکم صحت دیا تو مطلقاً جیسا کہ امام ملک العلماء نے بدائع میں اختیار فرمایا اور اپنے مشایخ کرام سے نقل کیا اور اسی پر حلیہ میں اور بحر الرائق و درمختار کے کتاب الطہارت میں اور حلبی و شامی نے حواشی در اور طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں جزم فرمایا یا اس شرط کے ساتھ کہ اس کا منہ بندھا ہو ورنہ نماز نہ ہوگی یہ امام فقیہ ابوجعفر ہندوانی کا ارشاد ہے۔ محیط رضوی و نصاب و ابوالسعود وغیرہا اور بحر و دُر کی شروط الصلاۃ میں اسی پر اعتماد اور اسی طرف علامہ طحطاوی نے حاشیہ در میں میل کیا اور نظر فقہی میں تحقیق وہی ہے کہ بندش شرط نہیں قبل از فراغ نماز لعاب بقدر مانع جواز کے سیلان پر بنا ہے نہ بہے تو نماز ہوجائے گی اگرچہ منہ کھلا رہے، ورنہ نہیں، اگرچہ بندھا ہو۔

اقول بلکہ حق یہ کہ شرط **بندش** کا مقصود بھی یہی ہے کما یفیدہ ما نذکر عن المحیط وغیرہ من تعلیل التقیید (جیسا کہ وہ بات یعنی تقیید کی علت اس کا فائدہ دے گی جسے ہم محیط وغیرہ سے

ذکر کریں گے۔ ت) غالباً لعاب کلاب منہ کھلا ہونے کی حالت میں میلان کرتا اور بندش سے رکنا مظنون ہے لہذا شدو فتح سے تعبیر کی گئی ومثلہ کثیر الوقوع من الفقہاء کما لایخفی علی من تتبع (اور اس کی مثل فقہاء سے کثیر الوقوع ہے جیسا کہ تلاش کرنے والے پر مخفی نہیں۔ ت) غرض اختلاف لفظ میں ہے نہ معنٰی میں وبہذا یندفع التہافت المظنون فی کلمات البحر والدر والطحطاوی وباللہ التوفیق (بحرالرائق، درمختار اور طحطاوی کے کلمات میں جس تکرار کا گمان تھا اس سے وہ دُور ہوگیا۔ اور اللہ تعالٰی ہی توفیق عطا کرنے والا ہے۔ ت) بہر حال ان سب ائمہ وعلماء نے نجاستِ لعاب کا اعتبار نہ فرمایا جب تک منہ سے باہر سیلان نہ کرے اس مسلک پر بلاشبہہ یہ فرع بھی صرف اسی طہارت عین کلب پر مبتنی اور جب وہ مفتی بہ تو یہ بھی اس طریقہ پر یقیناً مفتی بہ۔

فی البحر عن البدائع انہ (ای طہارۃ عین الکلب) اقرب القولین الی الصواب ولذٰلک قال مشایخنا فیمن صلی وفی کمہ جرو انہ تجوز صلاتہ وقید الفقیہ ابوجعفر الہندوانی الجواز بکونہ مشدود الفم[1] اھ وفی البحر ایضا اذا صلی وھو حامل جرو اصغیر الاتصح صلاتہ علی القول بنجاستہ مطلقا وتصح علی القول بطہارتہ اما مطلقا او بکونہ مشدود الفم کما قدمناہ عن البدائع[2] اھ وفی حاشیۃ المراقی انہ لیس بنجس العین وعلیہ الفتوٰی واثر الخلاف یظہر فیما لوصلی وفی کمہ جرو صغیر جازت علی الاول لاالثانی وشرط الہندوانی کونہ مشدود

بحرالرائق میں بدائع سے منقول ہے کہ یہ (کتے کا طاہر عین ہونا) دو قولوں میں سے صحت کے زیادہ قریب قول ہے۔ اس لیے ہمارے مشایخ نے فرمایا کہ جس آدمی کی آستین میں کتے کا بچہ ہو اس کی نماز جائز ہے اور فقیہ ابوجعفر ہندوانی کے نزدیک جواز کے لیے اس کے منہ کا باندھا ہونا شرط ہے اھ۔ بحرالرائق میں ہی ہے کہ جب کسی آدمی نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ اس نے کتے کا چھوٹا سا بچہ اٹھا رکھا تھا تو اس قول پر کہ وہ نجس ہے نماز مطلقاً صحیح نہیں ہوگی اور طہارت کے قول کی بنیاد پر یا تو مطلقاً صحیح ہوگی یا اس صورت میں کہ اس کا منہ باندھا ہوا ہو، جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے بدائع سے نقل کیا اھ مراقی الفلاح کے حاشیہ میں ہے کہ وہ نجس عین نہیں اور اسی پر فتوٰی ہے۔ اور اختلاف کا اثر اس

---

[1] البحرالرائق کتاب الطہارۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱

[2] ؎ 〃 〃 〃 〃 〃 ۱/۱۰۲

الفم اھ[1] ملخصا وفی البزازیۃ عن النصاب
ان کان الجرو مشدود الفم یجوز اھ[2]
وفی شروط الصلاۃ للدر والبحر وفتح
اللہ المعین واللفظ للدر ما یتحرک بحرکتہ
او یعد حاملا لہ کصبی علیہ نجس ان لم
یستمسک بنفسہ منع والا لا کجنب وکلب
ان شد فمہ فی الاصح اھ[3] وفی حاشیتہ للعلامۃ
ط **قولہ** ان شد فمہ لوقال وکلب ان لم
یسل منہ ما یمنع الصلاۃ لکان اولی لانہ
لو علم عدم السیلان او سال منہ دون
المانع لا یبطل الصلاۃ وان لم یشد فمہ
حلبی وفیہ تأمل اھ[4] ونقل العلامۃ الشامی
ما افادہ الحلبی فاقرہ وایدہ وفی الحلیۃ
فی محیط رضی الدین رجل صلی ومعہ
جرو کلب وما لا یجوز ان یتوضأ بسؤرہ
قیل لم یجز والاصح انہ ان کان فمہ مفتوحا
لم یجز لان لعابہ یسیل فی کمہ فیصیر
مبتلا بلعابہ فیتنجس کمہ فیمنع جواز
الصلوۃ ان کان اکثر من قدر الدرہم فان
کان فمہ مشدودا بحیث لا یصل لعابہ

صورت میں ظاہر ہوگا جب وُہ اس حال میں نماز
پڑھے کہ اس کی آستین میں کتّے کا چھوٹا بچہ ہو،
پہلے قول کے مطابق نماز جائز ہوگی دوسرے کے مطابق
نہیں۔ اور ہندوانی نے مُنہ بندھا ہونا شرط رکھی ہے
اھ تلخیص۔ بزازیہ میں نصاب سے نقل کیا ہے کہ
اگر کتّے کے بچّے کا مُنہ باندھا ہوا ہو تو نماز جائز ہے
اھ۔ نماز کی شرائط میں درمختار، بحرالرائق اور
فتح اللہ المعین میں ہے الفاظ درمختار کے ہیں کہ جو اس
کی حرکت سے حرکت کرے یا اسے اٹھانے والا شمار ہو
جیسے بچہ کہ اس پر نجاست ہو اگر وُہ خود بخود نہ ٹھہر سکے
تو منع کیا جائے گا ورنہ نہیں جیسے جنبی اور کتا، اگر اس کا
منہ باندھا ہو۔ یہ اصح قول کے مطابق ہے اھ اور اس
کے حاشیہ میں علامہ (طحطاوی) نے فرمایا
"یہ کہنے کی بجائے کہ اگر اس کا منہ باندھا ہوا ہو" وُہ
فرماتے، اور کتّے کے منہ سے اگر وُہ چیز نہ نکلے
جو نماز کو روکتی ہے" تو یہ بات زیادہ بہتر ہوتی کیونکہ
جاری نہ ہونا معلوم ہو یا اس سے اتنا جاری ہو جو
مانع نہیں ہے تو نماز باطل نہ ہوگی اگرچہ منہ باندھا ہوا
نہ ہو۔ (حلبی) اور کہا اس میں غور کرو اھ علامہ شامی
نے وہ بات نقل کی جس کا فائدہ حلبی سے حاصل ہُوا

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل یطہر جلد المیتۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۸۸
[2] فتاوٰی بزازیۃ مع الفتاوٰی الہندیۃ السابع فی النجس نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۲۱
[3] الدرالمختار باب شروط الصلاۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۶۵
[4] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار باب شروط الصلوۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۹۰

الی ثوبه جاز لان ظاهر کل حیوان طاهر
ولا یتنجس الا بالموت و نجاسة باطنه
فی معدنها فلا یظهر حکمها کنجاسة باطن
المصلی انتہی[1] و الاشبه ان هذا التفصیل
فی کلب من شانه غلبة سیلان لعابه بحیث
یبلغ مایسیل منه قبل فراغ حامله
مایمنع صحة الصلاة وان شد فوه یمنع
ذلك منه ومالیس کذلك فالاشبه فیه
اطلاق الجواز کما هو ظاهر ما فی البدائع
عن مشایخنا اھ[2]۔

پھر اسے برقرار رکھا اور اس کی تائید کی۔ اور حلیہ
میں رضی الدین کی محیط سے منقول ہے کہ ایک شخص نے
نماز پڑھی اور اس کے ساتھ کتے کا بچہ یا وہ چیز تھی
جس کے جھوٹے سے وضو کرنا جائز نہیں، کہا گیا ہے
کہ نماز جائز نہیں لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اگر اس
کا منہ کھلا ہوا ہو تو جائز نہیں کیونکہ اس کا لعاب
آستین میں بہتا رہے گا اور وہ لعاب سے تر ہو کر
ناپاک ہو جائے گی لہذا ایک درہم سے زیادہ ہونے
کی صورت میں نماز کے جواز کو روکے گی اور اگر اس
کا منہ اس طرح باندھا ہوا ہو کہ اس کا لعاب کپڑے
تک نہ پہنچے تو نماز جائز ہے کیونکہ ہر حیوان کا ظاہر پاک ہے اور وہ موت کے بغیر ناپاک نہیں ہوتا جب کہ اندر
کی نجاست اپنے مرکز میں ہے۔ پس نمازی کے اندر کی نجاست کی مثل اس کا حکم بھی ظاہر نہ ہوگا۔ انتہی
زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ یہ تفصیل اس کتے کے بارے میں ہے جس کا لعاب اکثر جاری رہتا ہے کیونکہ اس کا
لعاب جب اس صورت میں ہو کہ جو کچھ جاری ہو وہ اُٹھانے والے کے فارغ ہونے سے پہلے اس حد تک
پہنچ جائے جو نماز کے صحیح ہونے سے مانع ہے اگرچہ اس کا منہ بند کیا جائے تو یہ نماز سے مانع ہوگا اور جو ایسا
نہ ہو اس میں مطلقاً جواز (کا قول) زیادہ مناسب ہے جیسا کہ ہمارے مشایخ کے اُس قول سے ظاہر ہے
جو بدائع میں ہے۔ (ت)

مسلک دوم: جن کی نظر اس طرف گئی کہ لعاب سطح دہن میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ باطن گوشت
سے متولد ہو کر دہن میں آتا ہے تو منہ سے باہر نکلنے نہ نکلنے کو کچھ دخل نہ رہا کہ اپنے اصل موضع سے منتقل ہو چکا
تو اگرچہ بیرونِ دہن آئے حکمِ نجاست پالیا جیسے خُون کہ اندر سے نکل کر دہن و زبان کی سطوح پر آجائے
پس صورت مذکور میں دہنِ کلب وغیرہ سباع بہائم کے اندر ہی لعاب کا ہونا حمل نجاست کا موجب ہے،
انہوں نے مطلقاً فساد نماز کا حکم دیا خانیہ و خلاصہ و بزازیہ و ہندیہ و ذخیرہ و ملتقی و حلیہ و غنیہ میں اسی

---

[1] التعلیق المجلی مع منیة المصلی مسائل ازالة النجاسة الحقیقیة مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۱۵۸
[2] " " " " " " " " " " "

پر جزم فرمایا ۔

ففی الاربع الاول اللفظ متقارب والمعنی واحد والسیاق للوجیز صلی ومعہ حیوان حی یجوز التوضی بسؤرہ کالفارۃ یجوز واساء وان کان سؤرہ نجسا کجرو کلب لایجوز وفی النصاب ان کان الجرو مشدود الفم یجوز اھ[1] وفی الحلیۃ عن الذخیرۃ عن المنتقی عن محمد صلی ومعہ حیۃ اوسنور اوفارۃ اجزاہ وقد اساء وان کان ثعلب اوجرو کلب لم تجز صلاتہ وذکر فی جنس ھذہ المسائل اصلا فقال کل مایجوز التوضی بسؤرہ تجوز الصلٰوۃ معہ ومالایجوز الوضوء بسؤرہ لاتجوز الصلاۃ معہ[2] انتہی قال فی الحلیۃ بعد نقلہ ولکن لایعری عن تامل وسنوضحہ الخ والموعود بہ ھو ماقدمنا عنہا من ان الاشبہ التفصیل بالشد والفتح فی کلب شانہ کذا واطلاق الجواز فی غیرہ قال بعد تحقیقہ وحینئذ فیظہر ان فی کلیۃ الاصل المذکور نظرا فتنبہ لہ[3] اھ وفی المنیۃ ان صلی ومعہ سنور اوحیۃ یجوز

پہلی چار (کتب) میں الفاظ تقریباً ایک جیسے ہیں اور معنےٰ بھی، اور وجیز (بزازیہ) کے الفاظ یوں ہی کسی آدمی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس ایسا زندہ حیوان تھا جس کے جھوٹے سے وضو جائز ہے مثلاً چوہا، تو نماز جائز ہوگی لیکن گناہ گار ہوگا اور اگر اس کا جھوٹا ناپاک ہو جیسے کتے کا بچہ، تو نماز ناجائز نہیں ہوگی ۔ اور نصاب میں ہے اگر کتے کے بچے کا منہ بندھا ہوا ہو تو جائز ہوگی انتہی حلیہ میں بحوالہ ذخیرہ، منتقٰی سے امام محمد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا کہ کسی شخص نے نماز پڑھی اور اس کے پاس سانپ یا بلی یا چوہا تھا تو نماز جائز ہے ۔ لیکن اس نے گناہ کیا ۔ اور اگر لومڑی یا کتے کا بچہ ہو تو نماز جائز نہ ہوگی اور اس قسم کے مسائل کے بارے میں قاعدہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا "جب اس کے جھوٹے سے وضو جائز ہو تو اس کے ساتھ نماز بھی جائز ہوگی اور جس کے جھوٹے سے وضو جائز نہ ہو اس کے ساتھ نماز جائز نہ ہوگی انتہی، اسے نقل کرنے کے بعد حلیہ میں فرمایا لیکن یہ غور وفکر سے خالی نہیں اور ہم عنقریب اس کی وضاحت کریں گے الخ، جس بات کا وعدہ کیا گیا ہے یہ وہی ہے جو ہم

---

[1] فتاوٰی بزازیہ مع الفتاوی الہندیۃ السابع فی النجس نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۱

[2] حلیۃ المحلی

[3] حلیۃ المحلی

بخلاف جرو الکلب[1] اھ وفی الغنیۃ لایقال النجاسۃ التی فی محلھا غیر معتبرۃ ولایعطی لھا حکم النجاسۃ لانا نقول سلمنا ولکن اللعاب قد انتقل عن محلہ الذی تولد فیہ واتصل بالفم الذی لہ حکم الظاھر بالنظر الی مایخرج من الباطن فاعتبر نجاسۃ وقد تنجس بھا لسانہ وسائر فمہ فکان مانعا اھ[2] ملخصا۔

نے اس سے پہلے ان سے نقل کی ہے یعنی منہ باندھنے اور کھلا چھوڑنے کی تفصیل اس کتے کے بارے میں ہے جو اس شان کا ہو اور مطلق جواز اس کے غیر میں ہے انہوں نے تحقیق کے بعد فرمایا اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ قاعدے میں نظر ہے پس اس سے آگاہی حاصل کرو (انتہی) منیہ میں ہے کہ اگر کسی نے نماز پڑھی اور اس کے پاس بلی یا سانپ ہو تو نماز جائز ہوگی بخلاف کتے کے بچّے کے انتہی غنیہ میں ہے یہ نہ کہا جائے کہ جو نجاست اپنے محل میں ہے غیر معتبر ہے اور اس کو نجاست کا حکم نہیں دیا جائیگا کیونکہ ہم کہتے ہیں ہم نے مان لیا لیکن لعاب اپنے اس مقام سے جہاں وہ پیدا ہوا منتقل ہوکر منہ سے مل جاتا ہے جسے باطن سے باہر آنے والی چیز کی طرف نظر کرتے ہوئے ظاہر کا حکم دیا جاتا ہے لہذا اس کی نجاست کا اعتبار ہوگا اور اس سے اس کی زبان اور تمام منہ ناپاک ہوگیا پس وہ مانع ہوگا انتہی تلخیص (ت)

اس مسلک پر یہ فرع صرف طہارت عین پر مبنی نہیں بلکہ اس کے ساتھ صحت صلاۃ کے لیے طہارت لعاب بھی درکار اور وہ کلب وغیرہ سباع بہائم میں مفقود، لہذا صحت نماز بھی مفقود اگرچہ طاہر العین ہی ہو ایسی جگہ المبنی علی صحیح صحیح نہیں یہ تو اختلاف علما تھا ترجیح دیکھیے تو وہ مسلک اول ہی کی طرف ہے محیط رضوی وبحرالرائق و دُرمختار وغیرہا میں صراحۃً اس کی تصحیح بلفظ اصح اور حلیہ میں بلفظ اشبہ مذکور۔

کما مروقد صرح العلامۃ الفقیہ خیرالدین الرملی فی فتاواہ الخیریۃ لنفع البریۃ من کتاب الطلاق بما نصہ وانت علی علم بانہ بعد التنصیص علی اصحیتہ لایعدل عنہ الی غیرہ[3] اھ وفیھا من کتاب الصلح حیث

جیسا کہ گزرا علامہ فقیہ خیرالدین رملی نے اپنے فتاوٰی الخیریہ لنفع البریہ کی کتاب الطلاق میں اسے صراحۃً بیان کیا اور تم جانتے ہو کہ اس کے اصح ہونے پر تنصیص کے بعد غیر کی طرف عدول نہیں کیا جاتا انتہی اور اسی کی کتاب الصلح میں ہے کہ جب اصح ثابت

---

[1] منیۃ المصلی فصل الآسار مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامع نظامیہ لاہور ص ۱۵۸
[2] غنیۃ المستملی " مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۹۱
[3] فتاوٰی خیریۃ کتاب الطلاق مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۳۹

ثبت الاصح لا یعدل عنہ[1] ہوجائے تو اس سے عدول نہیں کیا جاتا۔ (ت)

معہذا اکثر وُہ کتابیں جن میں مسلک اول اختیار فرمایا شروح ہیں اور مسلک دوم پر اکثر مشی کرانے والے فتاوی اور شروح فتاوے پر مرجح ہیں۔ کما نصوا علیہ فی مواضع لاتحصی کثرۃ (جیسا کہ انہوں نے بیشمار مقامات پر اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔ ت) تو ثابت ہُوا کہ مذہب ارجح پر اس فرع کو بھی مثل فرع سابقہ صرف طہارت عین ہی پر ابتنا ہے اور ایسی جگہ بلاشبہہ المبنی علی صحیح صحیح صحیح صحیح (جو چیز صحیح پر مبنی ہوتی ہے وہ صحیح ہوتی ہے۔ ت)

اما تدقیق الغنیۃ **فاقول** و باللہ التوفیق سلمنا ان الریق لایتولد فی الفم لکن لاشک ان معدنہ ھو الفم حتی انہ لایسمی ریقا مالم یطلع فی الفم و بہ فارق الدم ولایجب لکون شیئ معدن شیئ تولدہ فیہ الاتری ان العروق معادن الدم لاشک مع انہ لایتولد فیھا بل فی الکبد ثم یسری الیھا ویجری فیھا وقد رأینا کم فی مسئلۃ ان السخلۃ اذا وقعت من امھا رطبۃ فی الماء لاتفسدہ عللتموھا بقولکم وھذا لان الرطوبۃ التی علیھا لیست بنجسۃ لکونھا فی محلھا[2] اھ فاذا کانت رطوبۃ رحم امھا علی جلدھا فی محلھا فما ظنکم بالریق فی الفم بل التحقیق عندی ان نفی الکون فی المحل عن ھذا واثباتہ لرطوبۃ السخلۃ کلاھما سھو اما

میں، غنیہ کی تدقیق کے بارے میں، اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہُوں، ہم نے مان لیا کہ لعاب منہ میں پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اس کا معدن منہ ہی ہے حتی کہ جب تک وہ منہ میں ظاہر نہ ہو اس کو لعاب نہیں کہا جاتا اور اس سے خون (کا حکم) الگ ہوگیا، اور کسی چیز کے کسی کے لیے معدن ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ اس میں پیدا بھی ہوگیا تم نہیں دیکھتے کہ خون کا معدن رگیں ہیں اس میں کوئی شک نہیں لیکن اس کے باوجود وہ وہاں پیدا نہیں ہوتا بلکہ وہ جگر میں پیدا ہوتا ہے پھر ان کی طرف چلتا اور رگوں میں جاری ہوتا ہے۔ ہم نے تمہیں دکھایا کہ بکری کا تر بچہ جو اپنی ماں سے پیدا ہو کر پانی میں گرا پانی خراب نہیں ہوا تم نے اسکی علت یُوں بیان کی کہ اس پر جو رطوبت ہے وہ ناپاک نہیں کیونکہ وہ اپنے محل میں ہے اھ پس جب بچّے کی جلد پر اس کی ماں کے رحم کی رطوبت اپنے محل میں ہے تو منہ میں پائے جانے والے

---

[1] فتاوٰی خیریۃ کتاب الصلح مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۲/۱۰۴

[2] غنیۃ المستملی فصل فی الانجاس ؍؍ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۵۰

الاول فما سمعت واما الأخرفلان المحل الذی لایحکم فیه بنجاسة النجاسة انما ھو معدنھا لاما اصابته ومعدن تلك الرطوبات ھی الرحم دون جلد السخلة کما لا یخفی و الفرع ماش علی قول الامام بطھارة رطوبة الرحم فقد حققنا فیما علقنا علی رد المحتار ان الفرج فی قولھم رطوبة الفرج طاھرة عندہ لاعندھما بالمعنی الشامل للفرج الخارج والفرج الداخل والرحم جمیعا وما یری من التعارض فی الفروع فللتفریع علی القولین۔

لعاب کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ بلکہ میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ اس کا اپنے محل میں نہ ہونا اور بکری کے بچّے کی رطوبت کا اپنے محل میں ثابت ہونا دونوں باتیں سہو ہیں۔ پہلی بات اس بنیاد پر جو تم نے سُن لیا۔ اور دوسری بات اس لیے کہ وہ محل اس کا معدن ہے جس میں (پائی جانے والی) نجاست پر نجاست کا حکم نہیں لگے گا، نہ وہ جو اس کو پہنچے۔ اور ان رطوبات کا معدن رحم ہے، نہ بچّے کی جلد۔ جیسا کہ مخفی نہیں اور فرع، امام اعظم رحمہ اللہ کے قول کہ رحم کی رطوبت پاک ہے، پر جاری ہوتی ہے ہم نے ردالمحتار کی تعلیق میں اس مسئلہ کی تحقیق کی ہے کہ فرج انکے قول "فرج کی رطوبت، امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک پاک ہے صاحبین کے نزدیک نہیں" میں عام معنی کے اعتبار سے فرج خارج، فرج داخل اور رحم سب کو شامل ہے۔ اور وہ جو فروع میں تعارض دکھائی دیتا ہے تو یہ دو قولوں پر تفریع کی بنیاد پر ہے۔ (ت)

پس ثابت ہوا کہ ان دونوں مسئلۂ اصل وفرع میں کلام زید عین اصابت سے ناشی اور قول صحیح و رجیح و وجیہ وارجح پر ماشی ہے ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق (تحقیق اسی طرح چاہیے اور اللہ تعالٰی ہی توفیق دینے والا ہے۔ ت)

تنبیہ نبیہ: ہر عاقل ذی علم جانتا ہے کہ جواز بمعنی صحت وبمعنی اباحت خصوصاً اباحت بالمعنی الاخص الغیر الشامل لکراھة التنزیہ اعنی تساوی الطرفین (خصوصاً اباحت اخص معنٰی کے اعتبار سے جو کراہت تنزیہی کو شامل نہیں یعنی دونوں طرفوں کے برابر ہونے میں۔ ت) میں زمین آسمان کا فرق ہے اول ہرگز مستلزم ثانی نہیں بہت افعال کہ مکروہِ تنزیہی بلکہ تحریمی بلکہ حرام ہیں منافی صحت نماز نہیں ہوتے تو نماز اُن افعال کے ساتھ جائز ہوگی یعنی صحیح ومسقط فرض مکروہ فعل جائز ومباح بالمعنی المذکور نہ ہوگا بلکہ حرام یا گناہ یا ناپسند علمائے کرام اہل مسلک اول کہ حمل کلب وغیرہ سباع سوائے خنزیر کے ساتھ نماز جائز بتاتے ہیں جواز بمعنی صحت میں کلام فرما رہے ہیں یعنی ان جانوروں کا پاس ہونا نہ طہارت وغیرہ کسی شرط نماز کا نافی نہ کسی رُکن وفرض نماز کا منافی تو نماز فاسد نہ ہوگی فرض اُتر جائے گا معاذ اللہ یہ نہیں فرماتے کہ بے ضرورت شرعیہ ایسا فعل مکروہ وناپسند نہیں حاشا کلب تو کلب

اُن جانوروں کی نسبت جن کا نہ صرف بدن بلکہ لعاب بھی پاک ہے صاف تصریح فرماتے ہیں کہ نماز میں انہیں اُٹھائے ہونا بُرا ہے جو ایسا کرے گا بُرا کرے گا خانیہ و خلاصہ و بزازیہ و ہندیہ و ذخیرہ و منیتہ کی عبارتیں محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ارشاد سُن چکے کہ یجوز واساء اجزأہ وقد اساء (جائز ہے لیکن برا کیا، اسے کفایت کرتا ہے لیکن وہ گناہ گار ہوا۔ ت) نماز تو ہوگئی مگر اُس نے بُرا کیا تو جب پاک بدن پاک دہن جانوروں کی نسبت یہ ارشاد ہے ناپاک دہن جانوروں کو لینا کس قدر سخت ناپسند رکھیں گے بلکہ جانور کا کیا ذکر بے ضرورت لڑکوں بچوں کا اٹھانا بھی مکروہ بتاتے ہیں۔ درمختار میں ہے: یکرہ حمل الطفل[1] (بچے کو اٹھانا مکروہ ہے۔ت) یہاں تک کہ بے ضرورت تلوار باندھنا بھی مکروہ رکھتے ہیں جبکہ اس کی حرکت سے دل بٹے۔ نورالایضاح و مراقی الفلاح میں ہے:

لایکرہ تقلد المصلی بسیف ونحوہ اذا لم یشتغل بحرکتہ وان شغلہ کرہ فی غیر حالۃ قتال[2]۔

نمازی کا تلوار وغیرہ باندھنا مکروہ نہیں جب اس کی حرکت سے مشغول نہ ہو اگر وہ مشغول رکھے تو حالتِ جنگ کے سوا مکروہ ہے۔ (ت)

تو ان کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ اس فعل کو پسند رکھتے یا ناپسند نہیں جانتے ہیں محض بدگمانی و بدزبانی ہے۔

بحمد اللہ تعالٰی اس تقریر سے روشن ہو گیا کہ غیر مقلد صاحبوں کا اس مسئلہ کو مطاعن ائمہ عظام حنفیہ کرام خصھم اللہ تعالٰی باللطف العام وعمّھم بالجود والانعام (اللہ تعالٰی انھیں عمومی لطف وکرم کے ساتھ خاص فرمائے اور انھیں عام جود وانعام عطا فرمائے۔ت) میں شمار کرنا محض سفاہت و بے عقلی ہے حضرات صاحبین اور اُن کے موافقین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے نزدیک تو کتا نجس العین ہے اور طاہر ماننے والوں سے بھی ایک جماعت عظیمہ اہلِ مسلک ثانی مطلقاً اس صورت میں نماز فاسد بتاتے ہیں، رہے قائلینِ طہارت سے اہلِ مسلک اول وہ بھی اسارت وکراہت کی تصریح فرماتے ہیں اُن کا مطلب صرف اس قدر کہ اگر کسی شخص نے کسی ضرورت وحاجت خواہ اپنی نادانی و جہالت سے ایسا کیا تو نماز باطل نہ ہوگی اس میں معاذ اللہ کیا جائے طعن ہے ہاں اگر فرماتے کہ ایسا کرنا چاہئے یا کرے تو کچھ ناپسندیدہ نہیں تو ایک بات بھی مگر حاشا وہ اس تہمت سے پاک و منزہ ہیں وللہ الحمد، الحمد للہ کہ یہ جواب[عہ] ۲ رجب مرجب ۱۳۱۴ ہجریہ قدسیہ روز جان افروز دوشنبہ کو تمام اور بلحاظ تاریخ سلب الثلب عن القائلین بطہارۃ الکلب[۱۳۱۴] (کتے کی طہارت عین کے قائلین سے عیب دور کرنے کا

عہ بسبب مکابرۃ بعض اہل بدعت وتحریر بعض دیگر فتاوائے ضروریہ بارہ روز تک یہ جواب نہ لکھا گیا ۱۲ (م)

---

[1] درمختار باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۹۳

[2] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فیما لایکرہ للمصلی نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ص ۲۰۲

بیان ۔ ت) تمام ہوا ۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد ﷲ رب العٰلمین وافضل الصلاۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اور صلاۃ وسلام تمام رسولوں کے سردار، ہمارے سردار اور مولٰی حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے تمام آل واصحاب پر ہو ۔ (ت)

واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔